ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
4
6 تا 12 ربیع الثانی 1436ھ/27 جنوری تا 2 فروری 2015ء

راہ حق کا سفر اور قانون الٰہی!

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین'' (الانعام:112)

سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے' انبیاء کو تو مدد کی ضرورت تھی' اللہ نے شیاطین کو ان کے خلاف کیوں کھڑا کر دیا؟ بہرحال یہ اللہ کا قانون ہے جو راہِ حق کے ہر مسافر کو معلوم ہونا چاہیے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ حق و باطل میں اس نوعیت کی کشاکش نہیں ہوگی تو پھر کھرے اور کھوٹے کی پہچان بھی نہیں ہو سکے گی۔ کیسے معلوم ہوگا کہ کون واقعی حق پرست ہے اور کون جھوٹا دعویدار۔ کون اللہ سے سچی محبت کرتا ہے اور کون دودھ پینے والا مجنوں ہے۔ یہ دنیا تو آزمائش کے لیے بنائی گئی ہے۔ یہاں اگر شر کا وجود ہی نہ ہو' ہر جگہ خیر ہی خیر ہو تو خیر کے طلبگاروں کی آزمائش کیسے ہوگی؟ لہٰذا فرمایا کہ یہ کشمکش کی فضا ہم خود پیدا کرتے ہیں۔ ہم خود حق پر چلنے والوں کو تلاطم خیز موجوں کے سپرد کر کے ان کی استقامت کو پرکھتے ہیں اور پھر ثابت قدم رہنے والوں کو نوازتے ہیں۔ اس میدان میں جو جتنا آزمایا جاتا ہے' جو جتنی استقامت دکھاتا ہے' جو جتنا ایثار کرتا ہے' اتنا ہی اُس کا مرتبہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ راہِ حق کے مسافروں کو مطمئن رہنا چاہیے:

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب ۔۔۔ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے!

بیان القرآن (جلد سوم)
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

تہذیبوں کا تصادم

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت: مغرب کی ڈھٹائی۔ امت کی رسوائی

عشق تمام مصطفیٰ ﷺ......

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

شہید بچوں کے مقدس لہو کی پکار

پرسکون زندگی!

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جھوٹ گھڑنے والے

سُورۃُ النّحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 103 تا 10[illegible]

وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّھُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیۡ یُلۡحِدُوۡنَ اِلَیۡہِ اَعۡجَمِیٌّ وَّ ھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا
یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۙ لَا یَھۡدِیۡھِمُ اللّٰہُ وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۚ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ
الۡکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَقَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ وَلٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَیۡھِمۡ
غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ ۚ وَلَھُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ ۙ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۰۷﴾

آیت ۱۰۳ ﴿وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّھُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ ؕ﴾ ’’اور ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کو تو ایک انسان سکھا تا ہے۔‘‘

مشرکین رسول اللہ ﷺ پر ایک الزام یہ لگا رہے تھے کہ آپ نے کسی عجمی غلام کو یا اہل کتاب میں سے کسی آدمی کو اپنے گھر میں چھپا رکھا ہے‘ جو تورات کا عالم ہے۔ اس سے آپ یہ ساری باتیں سیکھتے ہیں اور پھر وحی کے نام پر ہمیں سناتے ہیں اور (نعوذ باللہ) ہم پر دھونس جماتے ہیں۔

﴿لِسَانُ الَّذِیۡ یُلۡحِدُوۡنَ اِلَیۡہِ اَعۡجَمِیٌّ وَّ ھٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۰۳﴾﴾ ’’یہ لوگ جس کی طرف غلط طور پر منسوب کر رہے ہیں اُس کی زبان تو (ان کے بقول) عجمی ہے اور یہ (قرآن) فصیح عربی زبان ہے۔‘‘

چنانچہ یہ الزام لگاتے ہوئے ان کو خود سوچنا چاہیے کہ کوئی عجمی ایسی فصیح و بلیغ عربی زبان کیسے بول سکتا ہے!

آیت ۱۰۴ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۙ لَا یَھۡدِیۡھِمُ اللّٰہُ وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۰۴﴾﴾ ’’یقیناً جو لوگ اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے‘ اللہ انہیں ہدایت نہیں دے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔‘‘

اللہ کا یہ طریقہ نہیں کہ کسی کو زبردستی کھینچ کر ہدایت کی طرف لے آئے۔

آیت ۱۰۵ ﴿اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۚ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾﴾ ’’جھوٹ تو وہی لوگ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے‘ اور وہی لوگ ہیں جو جھوٹے ہیں۔‘‘

آیت ۱۰۶ ﴿مَنۡ کَفَرَ بِاللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِہٖۤ﴾ ’’اور جو کوئی کفر کرے اللہ کا اپنے ایمان لانے کے بعد‘‘

اس کا اطلاق ایمان کی دونوں کیفیتوں پر ہوگا۔ ایک یہ کہ دل میں ایمان آ گیا‘ بات پوری طرح دل میں بیٹھ گئی‘ دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہوگئی کہ ہاں یہی حق ہے مگر زبان سے ابھی اقرار نہیں کیا۔ ایمان کی دوسری کیفیت یہ ہے کہ دل بھی ایمان لے آیا اور زبان سے ایمان کا اقرار بھی کر لیا۔ چنانچہ ان دونوں درجوں میں سے کسی بھی درجے میں اگر انسان نے حق کو حق جان لیا‘ دل میں یقین پیدا ہوگیا مگر پھر کسی مصلحت کا شکار ہوگیا اور حق کا ساتھ دینے سے کنی کترا گیا تو اس پر اس حکم کا اطلاق ہوگا۔

﴿اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَقَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ﴾ ’’سوائے اس کے کہ کوئی شخص مجبور کر دیا گیا ہو اور اُس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو‘‘

کسی کی جان پر بنی ہوئی تھی اور اس حالت میں کوئی کلمہ کفر اس کی زبان سے ادا ہوگیا‘ مگر اس کا دل بدستور حالت ایمان میں مطمئن رہا تو ایسا شخص اللہ کے ہاں معذور سمجھا جائے گا۔

﴿وَلٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَیۡھِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ ۚ وَلَھُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾﴾ ’’مگر جس نے کھول دیا کفر کے ساتھ (اپنا) سینہ تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے‘ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘

اوپر بیان کیے گئے استثناء کے مطابق مجبوری کی حالت میں تو کلمہ کفر کہنے والے کو معاف کر دیا جائے گا (بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر پوری طرح مطمئن ہو) مگر جو شخص کسی وجہ سے پورے شرحِ صدر کے ساتھ کفر کی طرف لوٹ گیا‘ وہ اللہ کے غضب اور بہت بڑے عذاب کا مستحق ہوگیا۔

آیت ۱۰۷ ﴿ذٰلِکَ بِاَنَّھُمُ اسۡتَحَبُّوا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا عَلَی الۡاٰخِرَۃِ ۙ﴾ ’’یہ اس لیے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو محبوب رکھا آخرت کے مقابلے میں‘‘

﴿وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۰۷﴾﴾ ’’اور یہ (اللہ کا قاعدہ ہے) کہ اللہ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان٬ نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
6 تا 12 ربیع الثانی 1436ھ جلد 24
27 جنوری تا 2 فروری 2015ء شمارہ 04
مدیر مسئول / حافظ عاکف سعید
مدیر / ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر / محبوب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد٬ طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس٬ ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے٬ علامہ اقبال روڈ٬ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-36293939
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے٬ ماڈل ٹاؤن٬ لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ٬ ایشیا٬ افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ٬ کینیڈا٬ آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ٬ منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تہذیبوں کا تصادم

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ چارلی ہیبڈو کی قلمی درندگی کسی خاکہ ساز کے ذہنی اور اخلاقی افلاس کا نتیجہ تھی یا امریکی پادری ٹیری جونز کی قرآن عظیم کے بارے میں دریدہ ذہنی محض اس کا ذاتی فعل تھا تو اسے اپنی اس غلط فہمی کو دور کر لینا چاہیے۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ عیسائی دنیا خصوصاً یورپ اور امریکا ایک طے شدہ ایجنڈے پر کام کر کے مسلمانوں پر کاری اور فیصلہ کن ضرب لگانا چاہتے ہیں۔ ان بے ہودہ اور مذموم حرکات کا مقصد عالم اسلام کو کھینچ کر میدانِ جنگ میں لانا ہے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں اور ایک لحاظ سے درست سمجھتے ہیں کہ اس وقت مسلمان سائنس اور ٹیکنالوجی میں پسماندگی کی وجہ سے عسکری سطح پر ان سے بہت کمزور ہیں۔ اکثر مسلمان ممالک سیاسی عدم استحکام سے بھی دوچار ہیں۔ لہٰذا یہ وقت ہے کہ انہیں ملیامیٹ کر دیا جائے، یا کم از کم تقسیم در تقسیم کے عمل سے انہیں پورے طور سے غلامی میں جکڑ لیا جائے۔ یہ تقسیم جغرافیائی بھی ہو اور مذہبی بنیادوں پر بھی کی جائے اور مغربی تہذیب دنیا پر مکمل طور پر مسلط اور غالب ہو جائے۔ پھر یہ کہ سیاسی اور عسکری تسلط کے ذریعے مسلمان ممالک کی معدنی دولت بھی اپنے مفاد میں استعمال کی جائے۔ گویا وہ عیسائی اور مسلمان کا دنیا میں آقا اور غلام کا رشتہ ہمیشہ کے لیے قائم کرنا چاہتے ہیں۔

یہاں ایک بات قابل وضاحت ہے کہ آخر وہ اتنی کمزور منقسم اور منتشر اُمت سے خوفزدہ کیوں ہیں؟ اس لیے کہ وہ جانتے ہیں اور یقیناً درست اور صحیح جانتے ہیں کہ اس امت کے پاس ایسا نظریہ ہے، ایسا نظام ہے اور ایسا جذبہ ہے کہ کل کلاں اگر مسلمان اس نظریہ کو عملی شکل دینے میں کامیاب ہو گئے اور اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی قائم ہو گیا تو غیر مسلم دنیا کی حیثیت تو اس طوفان کے سامنے صحرا کے ایک ذرّے اور شجر سے جدا ہونے والے پتہ کی سی ہو گی۔ یہی خوف بش کے ذہن و قلب پر چھایا ہوا تھا کہ اس کی زبان سے سچ پھسل گیا اور اس نے ''کروسیڈ'' کا لفظ استعمال کیا تھا۔ لہٰذا یورپ اور امریکا اس حوالہ سے جلدی میں ہیں کہ اس سے پہلے کہ مسلمان وہ راہ اختیار کر لیں اور ایک سیسہ پلائی دیوار بن جائیں' ان سے نمٹ لیا جائے۔ چنانچہ اس جنگ کے لیے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کو ہراول دستہ کی شکل دی گئی ہے اور وہ بڑھ چڑھ کر اشتعال انگیزی کر رہے ہیں۔ اس شعبہ میں یہودی ان کے دست راست کا کردار ادا کر رہے ہیں اور صورت حال یہ بن گئی ہے کہ عالم اسلام کے خلاف عیسائی عسکری قوت کو یہودی سرمایہ اور یہودی ذہن کی مکمل معاونت حاصل ہے۔

ہم نے آغاز میں رقم کیا ہے کہ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ عیسائی دنیا عالم اسلام پر کاری اور فیصلہ کن ضرب لگانا چاہتی ہے۔ ہمارا یہ یقین اور وثوق بے بنیاد نہیں ہے۔ ہم ماضی بعید کو بالکل فراموش

بھی کر دیں اور اس حوالہ سے اپنی آنکھیں بند بھی کر لیں اور صرف ماضی قریب پر ہی نگاہ ڈالیں تب بھی ہماری یہ بات ثابت ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ ربع صدی پہلے سرد جنگ کے خاتمے پر امریکا اور دوسری عیسائی قوتوں نے تہذیبوں کے تصادم (Clash of Civlizations) کی اصطلاح ایجاد کی اور ایک جاپانی نژاد امریکی فرانسس فوکو یاما نامی شخص نے جو ہارورڈ یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا 1992ء میں End of the History and the last man کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا جس کا خلاصہ اور نچوڑ یہ تھا کہ مغربی تہذیب اور جمہوریت انسانی اجتماعی زندگی کی معراج اور اختتام ہے۔ اب نہ کوئی تہذیب اس کے مقابل آ سکتی ہے اور نہ مستقبل میں اس سے برتر کسی تہذیب کا اپنایا جانا ممکن ہوگا۔ لیکن اگلے ہی سال 1993ء میں ہارورڈ یونیورسٹی ہی کے پروفیسر سموئیل پی ہنٹنگٹن نے جو فوکو یاما کے استاد بھی تھے، فارن افیئر میگزین میں (جو امریکا میں پالیسی سازی کے حوالہ سے ایک اہم معاون تصور کیا جاتا ہے۔) clash of civilizations کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا جس میں پہلی مرتبہ ''تہذیبوں کے تصادم'' کی اصطلاح استعمال کی گئی۔ ہنٹنگٹن نے بہت سی تہذیبوں کا ذکر کیا لیکن مغربی تہذیب کے علاوہ صرف اسلامی تہذیب اور sino یا کنفیوشین تہذیب کو زندہ اور جاندار تہذیبیں قرار دیا۔

1996ء میں ہنٹنگٹن نے Clash of Civilizations and remarking of new world order کے نام سے ایک شہرۂ آفاق کتاب لکھی اور تہذیبوں کے تصادم کی کھل کر بات کی۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے Edward wadie Said نامی ایک امریکی نے جو مسلمان ہو چکا ہے' کہا کہ یہ دنیا پر اپنا سیاسی عسکری اور تہذیبی تسلط جمانے کا عذر ہے۔ اس موجودہ سیناریو میں یہ بات بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عالم اسلام کمزور اور پسماندہ نظر آنے کے باوجود نظریاتی طور پر انتہائی مستحکم بنیاد رکھتا ہے اور دنیا کو ایک غیر استحصالی قابل عمل نظام دے سکتا ہے۔ لہٰذا کسی وقت بھی مغربی تہذیب اور مغربی جمہوریت کے لیے خطرہ بن سکتا ہے اور چینی تہذیب غیر نظریاتی ہونے کے باوجود اقتصادی اور معاشی طور پر ایک انتہائی مضبوط اور مستحکم تہذیب ہے جو مغرب کے معاشی استحکام کے لیے خطرہ بن کر ابھر رہی ہے۔ مغرب متحد ہو کر انسانی حقوق اور آزادی رائے کی آڑ میں ان دونوں تہذیبوں کے خلاف صف آراء ہے، لیکن اس کا پہلا اور فوری ہدف عالم اسلام ہے۔

بدقسمتی سے مسلمان حکمرانوں اور میڈیا کو مغرب طاقت اور سرمایہ کے زور پر اپنا ہمنوا بلکہ اتحادی بنا چکا ہے۔ ان حکمرانوں کو صرف اپنی کرسی سے غرض ہے اور صحافیوں کی ایک بہت بڑی تعداد ڈالر کی چمک سے اندھی ہو چکی ہے لیکن عوامی سطح پر مسلمانوں کی عظیم اکثریت مغرب کے عزائم سمجھ چکی ہے۔ یہ عظیم اکثریت امریکا اور اس کے یورپی اتحادیوں کو اپنا دشمن جانتی ہے، لیکن بے بس ہے اور اس پر کسی قدر مایوسی چھائی ہوئی ہے، لہٰذا خاموش رہنے پر مجبور ہے۔ البتہ عالم اسلام میں مختلف گروہوں نے غیر ریاستی سطح پر سفید سامراج کے خلاف ہتھیار اٹھایا ہے۔ کوئی اسے حکمت عملی اور لائحہ عمل کی غلطی قرار دے سکتا ہے، کوئی اسے قبل از وقت اور غیر منظم کہہ سکتا ہے لیکن ہر باضمیر اور ذہنی طور پر آزاد مسلمان یہ گواہی دے گا کہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کو صحیح طور پر شناخت کیا ہے۔ ہم بھی یہ رائے رکھتے ہیں کہ دشمن کی صحیح پہچان کی گئی ہے، لیکن اس سے نمٹنے کے لیے صحیح راستہ اختیار نہیں کیا جا رہا۔ گویا بیماری کی تشخیص تو درست ہے، علاج صحیح نہیں ہو رہا۔ دنیا میں اس وقت ستاون اسلامی ممالک ہیں۔ اگر کسی ایک ملک میں اسلام بحیثیت نظام قائم ہو جائے یعنی ایک ایسی اسلامی فلاحی ریاست وجود میں آ جائے جس میں قرآن وسنت کو حقیقت میں اور عملی طور پر بالادستی حاصل ہو، پھر اس کا دائرہ وسیع کر کے ملت اسلامیہ میں نظامِ خلافت قائم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بلین ڈالر کا سوال یہ ہے کہ اسلامی نظام کو قائم کرنے کا طریقہ کار کیا ہوگا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہ بلٹ سے قائم ہو سکتا ہے اور نہ بیلٹ سے۔ اسے صرف اور صرف منہج نبویؐ کو اپنا کر ہی قائم کیا جا سکتا ہے۔ ایسی اسلامی ریاست کو اللہ کی مدد اور نصرت حاصل ہوگی۔ لہٰذا کوئی تہذیبوں کے تصادم کے نام سے ہم پر اپنی تہذیب مسلط کرنے کی کوشش کرے یا میدانِ جنگ میں صلیبی جنگ کے نام سے ہم سے پنجہ آزمائی کرے، عبرت ناک شکست سے دوچار ہوگا اور فتح ونصرت اسلام کے پروانوں کا مقدر ہوگی ان شاءاللہ!

قصہ کوتاہ کسی طاقت سے ڈرنے اور مرعوب ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ کسی سے ڈکٹیشن ہی لینے کی ضرورت ہے۔ اس وقت کرنے کا کام یہ ہے کہ اپنی تمام تر توانائیاں یعنی تن من دھن منہج نبویؐ کی پیروی کرتے ہوئے اس نظام کے قیام کے لیے لگا دی جائیں، جو یقیناً ناقابل شکست ہے۔ یقین جانئے، سورج مغرب سے طلوع ہو سکتا ہے یا سرد پڑ سکتا ہے لیکن اللہ کی رسی تھامنے والے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کو اپنانے والے کسی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتے۔ یہ مقابلہ تہذیبوں کے تصادم جیسے کسی بھی عنوان سے تحریر وتقریر کے ذریعے علمی سطح پر ہو یا کھلے میدان میں خونریز معرکہ ہو، فتح اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا ہی مقدر ہوگی! ان شاءاللہ

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت:

مغرب کی ڈھٹائی ـــــ امت مسلمہ کی رسوائی

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 16 جنوری 2015ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیات کے بعد!

حضرات محترم! آج میرے موضوع گفتگو کا تعلق ''پیرس واقعہ'' سے ہے۔ اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے (نومبر 2011ء اور ستمبر 2012ء میں) فرانس کے اخبار ''چارلی ہیڈو'' نے نبی اکرم ﷺ کے خاکے شائع کیے تھے جو انتہائی توہین آمیز اور ہتک آمیز تھے۔ یہ سلسلہ یہاں رکا نہیں بلکہ اس کے بعد دنیا کے بہت سے دوسرے اخبارات اور جرائد نے بھی ان خاکوں کو شائع کر دیا۔ یہ واقعہ پوری اُمت مسلمہ کی شدید ترین دل آزادی کا باعث بنا۔ 8 جنوری کو مذکورہ اخبار کی ایڈیٹوریل باڈی کی میٹنگ جاری تھی کہ اِس دوران ان لوگوں پر حملہ ہوا اور اس جریدے کے 12 مرکزی افراد ہلاک ہو گئے۔ ان میں خاکے بنانے والا بدبخت کارٹونسٹ بھی شامل تھا، جسے بدترین خلائق ہی کہا جا سکتا ہے۔

مسلمانوں کے لیے اس حملے کا یہ پہلو تو یقیناً باعث اطمینان ہے کہ وہ لعین شخص بھی کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ تاہم یہ بات نہایت تکلیف دہ ہے کہ مذہبی رواداری اور برداشت کا درس دینے والے اہل مغرب توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے دفاع میں میدان میں آ گئے۔ دیکھا جائے تو مغرب میں جنونیوں کی جانب سے نبی اکرم ﷺ کی ناموس پر رکیک حملوں کا سلسلہ ایک عرصے سے جاری ہے آج سے غالباً 25 سال پہلے سلمان رشدی نے اپنی کتاب میں نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی تھیں۔ وہ اس جسارت پر عالم کفر بالخصوص یہودیت، نصرانیت' ہندومت اور بدھ مت سے تعلق رکھنے والوں کی آنکھوں کا تارا اور ہیرو بن گیا۔ ایران کے رہبر خمینی نے اس بدبخت کو کیفر کردار تک پہنچانے والے کے لیے ایک بڑے انعام کا اعلان کیا تھا۔ مگر انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ شخص آج بھی دندناتا پھر رہا ہے۔ اسی طرح بنگلہ دیش کی تسلیمہ نسرین نے بھی گستاخانہ حرکتیں کی تھیں۔ اہل مغرب نے اُسے بھی تحفظ دیا۔ ہمارے لیے یہ بات شدید بے چینی کی ہے کہ پونے دو ارب مسلمان آج تک اس کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے۔

اب یہ ایک شخص قابو آیا ہے، جس نے توہین کی انتہا کر دی تھی اور وہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کے حوالے سے آخری حدوں تک پہنچ گیا تھا۔ تو یہ بات اطمینان بخش ہے کہ اُس لعین کو کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا ہے۔

مرتب: حافظ محمد زاہد

اس واقعہ کے ردعمل میں پورے یورپ بلکہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف شدید غیظ و غضب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ پیرس میں تو اس واقعہ کے خلاف آناً فاناً ایک ملین مارچ ہو گیا، جس میں 40 سربراہانِ مملکت بھی شریک ہوئے۔ بظاہر اس وقت یورپ کے اندر وہی نقشہ نظر آ رہا ہے جو صلیبی جنگوں کے وقت تھا۔ اُس دور میں صلیبی جنگوں کے لیے جانے والے نوجوانوں کا بڑا اعزاز و اکرام ہوتا تھا اور انہیں بڑے اہتمام سے رخصت کیا جاتا تھا۔ آج پھر یورپ میں وہی سماں ہے۔

اس واقعہ کے ضمن میں ہم پر الزام یہ لگایا جا رہا ہے کہ مسلمان اُجڈ' غیر مہذب اور جذباتی ہیں اور یہ واقعہ اظہارِ آزادیٔ رائے کی سنگین خلاف ورزی ہے۔ بایں طور کہ ایک شخص نے خاکوں کی شکل میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا، لیکن مسلمانوں سے ضبط نہیں ہوا۔ یوں مسلمانوں کو پوری نوع انسانی کے لیے ایک خطرہ قرار دے کر یہ فضا بنائی جاری ہے کہ اگر انسانیت کو بچانا ہے تو مسلمانوں کا صفایا کرنا پڑے گا۔

اس ضمن میں ایک اصولی بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی توہین اتنا بڑا ظلم اور اس قدر سنگین جرم ہے کہ کوئی بھی مسلمان اِسے کسی طور برداشت نہیں کر سکتا۔ اگرچہ ہر شخص کو اظہار رائے کا حق حاصل ہے، لیکن یہ حق ہرگز لامحدود نہیں ہے۔ اہل مغرب نے خود بہت سے معاملات میں آزادیٔ اظہار رائے پر قدغن لگائی ہوئی ہے۔ مثلاً بہت سے یورپی ممالک نے قانون بنایا ہوا ہے کہ ہولوکاسٹ کے بارے میں یہودیوں کے اختیار کردہ موقف سے سرموہٹ کر زبان کھولنا جرم عظیم ہے۔ اسی طرح چند سال پہلے وہاں کی عدالت نے ایک ایسے اشتہار پر پابندی لگائی تھی جس میں ایک ماڈل حضرت عیسیٰؑ کے آخری کھانے کی نقالی کر رہا ہوتا ہے۔ 2005ء میں عدالت نے ایک ادارے کو اس لیے سزا سنائی کہ اس نے ایڈز کی روک تھام کے لیے ایک تقریب منعقد کی جس کے معلوماتی کتابچہ پر عیسائی راہبہ کی تصویر ایک خاص انداز سے دی گئی تھی۔ اسی طرح 1994ء میں فرانس کی عدالت نے ایک اخبار کو پوپ اور کیتھولک نظریات پر کار بند ریاستوں کے خلاف مضمون شائع کرنے پر مجرم قرار دیا۔ خود ''چارلی ہیڈو'' جس نے یہ گستاخانہ جسارت کی ہے نے ایک کارٹونسٹ کو صدر

سرکوزی کی بیوی کے قابل اعتراض کارٹون بنانے پر نہ صرف نوکری سے نکال دیا تھا، بلکہ اس جریدے نے سرکوزی سے معافی بھی مانگی تھی۔ اس طرح اور بھی کئی واقعات ہیں جن میں آزادی اظہار رائے کی تحدید ہوتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ وہاں بھی اظہار رائے کی آزادی مطلق نہیں ہے، جس کی آڑ میں آنحضورﷺ کے خاکے بنانے والوں کا دفاع کرنے والے خود کو ہر قید اور تحدید سے آزاد سمجھتے ہیں۔

اصل جاننے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ آنحضورﷺ کا مقام و مرتبہ کیا ہے اور آپؐ کی گستاخی کتنا بڑا جرم ہے! اللہ تعالیٰ نے محمد عربیﷺ کو جو مقام دیا اس کی ایک جھلک سورۃ الحجرات کی آیات میں دکھائی گئی ہے۔ فرمایا: ''اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبرﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو۔ (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔'' نبی آخر الزمانﷺ کی رفعتِ شان ہمارے وہم و خیال سے بھی ماورا ہے۔ آپؐ کے مقام و مرتبہ کو کما حقہ بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ غالب نے کہا تھا ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

یعنی خواجہ کے مقام و مرتبہ کا بیان ہم نے اللہ پر چھوڑ دیا ہے اس لیے کہ وہی ایک ذات پاک ہے کہ جو آپﷺ کے مقام و مرتبہ سے واقعی آگاہ ہے۔ مقام محمدؐ کے بارے میں شیخ سعدی کی بہت پیاری رباعی ہے:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رسول اللہﷺ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ''رب العالمین'' نے آپؐ کو ''رحمۃ للعالمینؐ'' کا لقب عطا کیا ہے، جس سے اونچا کوئی خطاب اور لقب ہو ہی نہیں سکتا۔ عالمین سے تمام جہان مراد ہیں، یعنی عالم دنیا' عالم آخرت' عالم انسانیت، عالم نباتات، عالم جمادات، عالم حیوانات، عالم جنات، عالم ملائکہ وغیرہ۔ آپﷺ ان تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ کسی اور کو یہ مقام تو کجا اس کے آس پاس کا مقام بھی نہیں ملا۔

رسول اللہﷺ کے مقام و مرتبہ کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ آپ ''محبوب رب العالمینؐ'' ہیں، جو بہت اعلیٰ مقام ہے۔ فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران: 31) ''(اے پیغمبرﷺ! لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو' پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا''۔ یعنی اللہ کے اصل محبوب محمد عربیﷺ ہیں اور آپؐ کے اتباع سے ہی آدمی کو اللہ کی محبوبیت کا مقام حاصل ہوگا۔ چنانچہ ''محبوب رب العالمینؐ'' کی ناموس اور عزت کی حفاظت کے لیے کٹ مرنا ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ آپؐ کی ناموس پر حملہ کرنے والا اسلام ہی نہیں' پوری انسانیت کے نام پر سیاہ ترین دھبے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ایک مسلمان دھرتی کے سینے پر ایسے شخص کا وجود ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ ظفر علی خان نے بڑی خوبصورتی سے اس بات کو بیان کیا ؎

زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور نماز اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا!
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثربؐ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

پریس ریلیز 23 جنوری 2015ء

تین طلاقیں یکبارگی دینے والے مرد کو سزا دینے سے متعلق نظریاتی کونسل کی سفارش اسلام کے عین مطابق ہے

حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر آئین کی روح کے مطابق قانون سازی کرے

وزارت خارجہ کی طرف سے جماعۃ الدعوۃ پر پابندی کا بیان بھارت کی چاپلوسی ہے

حافظ عاکف سعید

حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر آئین کی روح کے مطابق قانون سازی کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کونسل کی اس سفارش کو کہ تین طلاقیں یکبار دینے والے مرد کو سزا دی جائے کو اسلام کے عین مطابق قرار دیا۔ انہوں نے وزارت خارجہ کے اس بیان پر شدید ردعمل کا اظہار کیا کہ پاکستان جماعۃ الدعوۃ کے اثاثہ جات اس لئے منجمد کردے گا کیونکہ اس جماعت کو اقوام متحدہ نے کالعدم قرار دیا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ تو مدت ہوئی اس جماعت کو کالعدم قرار دے چکی ہے۔ اوباما کے دورہ بھارت کے موقع پر پاکستان کا یہ اعلان ظاہر کرتا ہے کہ وہ امریکہ اور بھارت دونوں کی خوشنودی چاہتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ وہ بھارت اور پاکستان کا قطعی طور پر تقابل نہیں کرتا۔ دوسری طرف بھارت ہماری سرحدوں پر اشتعال انگیزی کر رہا ہے علاوہ ازیں وہاں مسلمانوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے۔ اور پاکستان کی وزارت خارجہ دونوں ممالک کی چاپلوسی کر رہی ہے۔ اُنہوں نے امریکہ کے اس اعلان کو فرعونیت قرار دیا کہ امریکہ جہاں خطرہ محسوس کرے گا وہاں پہل کرتے ہوئے حملہ آور ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان نے اللہ اور رسول سے بغاوت کر کے خود کو اتنا کمزور اور بزدل بنا لیا ہے کہ ہر ملک اُسے معطون کرنا اپنا حق سمجھتا ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہم اپنے ازلی اور پیدائشی دشمن بھارت کی منت سماجت کرتے ہوئے بھی شرم یا عار محسوس نہیں کرتے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

اِس امر میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ آپؐ کے توہین آمیز خاکے بنانے والے اور قرآن مجید جیسی مقدس کتاب کے ساتھ توہین آمیز سلوک کرنے والے یہود ونصاریٰ، یہ گھٹیا حرکات غفلت و نادانی میں نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ مگر وہ جانتے بوجھتے ڈھٹائی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

اس ضمن میں یہ سوال بہت اہم ہے کہ یہ سب کچھ ہو کیوں رہا ہے؟ معاذ اللہ! کیا اللہ تعالیٰ بے بس ہو گیا ہے؟ کیا ابلیسی قوتیں مسلمانوں پر بھی غالب آ گئی ہیں اور کائنات کا کنٹرول بھی ان کے ہاتھ میں آ گیا ہے؟ اور ہم اتنے ناتواں ہیں کہ اُن کا کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اس میں سمجھنے کی بہت سی باتیں ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو کوئی بھی گھٹا نہیں سکتا۔ اگر کوئی بدبخت ایسی مذموم حرکت کر رہا ہے تو یہ ایسے ہی ہے جیسے چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنا۔ اور چاند پر تھوکا اپنے ہی منہ پر آتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص اپنے آپ کو ہی ذلیل ورسوا کرتا ہے۔ صیہونی و صلیبی اپنی گھٹیا حرکات اور گھناؤنی جسارتوں سے آپؐ کے مرتبے میں کمی نہیں لا سکتے۔ البتہ اُن کی ان کارروائیوں سے اس امت کی رسوائی ضرور ہو رہی ہے۔ دراصل اعدائے اسلام تعدی کے سے انداز میں ہمیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دیکھو ہم تمہاری محبوب ترین اور مقدس ترین ہستیوں کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو بیان کے قابل نہیں ہے، پھر بھی تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور آج تمہارا خدا بھی تمہارے ساتھ نہیں ہے۔ تم جتنا زیادہ احتجاج کرو گے، ہم اُسی قدر جسارتیں کریں گے۔ تو یہ ذلت و رسوائی اصل میں ہماری ہے۔ یہ دراصل ہماری ہیبت دشمن کے دلوں سے نکل گئی ہے۔ آپؐ نے ہماری اس حالت کی پیشین گوئی فرمادی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ اقوام عالم تم پر ایک دوسرے کو دعوت دیں گی۔ بالکل اُسی طرح جیسے دسترخوان پر کھانا چننے کے بعد مہمانوں سے کہا جاتا ہے کہ آئیے تناول فرمائیے۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے حیران ہو کر پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم تعداد میں اتنے کم ہو جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! بلکہ اس وقت تمہاری تعداد بہت زیادہ ہو گی۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہن میں کبھی یہ بات نہ آئی ہو گی کہ مسلمان پونے دو ارب ہوں گے، اس لیے کہ دورِ صحابہ میں تو مسلمانوں کی گنتی لاکھ پر ختم ہو جاتی تھی۔) لیکن اللہ تعالیٰ تمہاری ہیبت تمہارے دشمنوں کے دل سے نکال لے گا اور تمہاری حالت پانی پر جھاگ کی سی ہو جائے گی۔ تمہارے اندر ایک بیماری ''وھن'' آ جائے گی اور وہ ہے: ''دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔''

اس وقت بعینہٖ ہماری کیفیت ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ امت مسلمہ کی حیثیت سے ہماری یہ ذمہ داری تھی اور ہے کہ دین حق کے غلبہ کے لئے جدوجہد کریں۔ ہم نے اِس ذمہ داری کو فراموش کر دیا تو دنیا پرستی نے ہمیں گھیر لیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج موت کے تصور سے بھی ڈر رہے ہیں۔ ہماری ذلت ورسوائی کی وجہ ہماری اپنی بداعمالیاں ہیں۔ ہم سے پہلے زمین پر اللہ کی نمائندہ امت بنی اسرائیل تھی مگر جب انہوں نے صحیح نمائندگی نہ کی اور اللہ کے دین سے بے وفائی کی تو اللہ نے ان پر ذلت و مسکنت کا عذاب مسلط کر دیا۔ آج ہم مسلمان اس عذاب کا شکار ہیں۔ مغربی اقوام کی ان گھناؤنی جسارتوں سے دراصل ہماری ذلت ورسوائی ہو رہی ہے۔ ورنہ ہم تو اُس امت کا حصہ ہیں کہ جن سے کافر تھر تھر کانپتے تھے۔ پہلی صدی ہجری کی آخری دہائی کا واقعہ ہے۔ بنوامیہ کے دورِ خلافت میں دیبل (موجودہ کراچی) کی بندرگاہ پر لیٹروں نے مسلمانوں کے ایک تجارتی جہاز کو لوٹ لیا اور ایک مسلمان لڑکی کی حرمت کو پامال کیا۔ اس لڑکی نے جہاز کے دہانے پر کھڑے ہو کر کہا: ''کہاں ہے خلیفہ؟'' مظلوم خاتون کی فریاد جیسے ہی دربار تک پہنچی، تو خلیفہ نے محمد بن قاسم کی سرکردگی میں لشکر تیار کر کے سندھ بھیجا اور مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا گیا۔ ہائے یہ کیسا انقلاب حال ہے کہ ایک عورت کی بے حرمتی پر مجرموں کو سبق سکھا دینے والی امت آج اپنے نبی کی ناموس پر ہونے والے حملوں پر بے بسی کی تصویر بنی ہے۔

آج ناموس رسالت کو پامال کیا جا رہا ہے، یہود و نصاریٰ کی طرف سے آنحضور ﷺ کے کارٹون بنانے کے لیے مقابلہ کا اعلان کیا گیا، قرآن مجید کو علانیہ جلا کر امت کی غیرت دینی کو للکارا گیا کہ ہم تمہارے ساتھ یہ کر رہے ہیں' ان جسارتوں کو روک سکتے ہو تو روک لو۔ پھر امریکہ کے ائیربیسوں اور عقوبت خانوں میں مسلمانوں کو ذہنی کوفت پہنچانے کے لیے قرآن مجید کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ بیان کے قابل نہیں۔ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ دراصل ہم اللہ سے بے وفائی اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے آج بے یار و مددگار ہیں۔

مغرب کی ان شنیع حرکات کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ معرکہ حق و باطل جو ازل سے جاری ہے، اب اس کا فائنل راؤنڈ آن پہنچا ہے۔ آج جبکہ دنیا ایک گلوبل ویلیج بن گئی ہے، حزب اللہ اور حزب الشیطان کی تقسیم بالکل واضح طور پر سامنے آ گئی ہے۔ اقبال نے کہا تھا

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردیٔ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

یہ خاکے بنانے والے اور نائن الیون کے بعد مسلم دنیا پر چڑھائی کرنے والے دراصل تہذیب حاضر کے درندے ہیں۔ جو دنیا سے صداقت کا ہر نقش مٹا دینا چاہتے ہیں، اسلام کے نور کو بجھا دینا چاہتے ہیں۔ ابلیس کے چیلے چانٹے اگرچہ انسانی تاریخ میں ہر دور میں ہوتے رہے' لیکن آج کے دور کی اضافی بات یہ ہے کہ ساری سائنسی ٹیکنالوجی ابلیس کے کارندوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور بدقسمتی سے ان میں سب سے نمایاں یہود و نصاریٰ ہیں۔ وہ سو فیصد شیطان کے چیلے ہیں اور ٹیکنالوجی کی قوت کو ابلیسی نظام کے غلبہ کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

ہم مسلمانوں نے اللہ کے دین سے بے وفائی کی ہے اور اس کا پورا فائدہ ابلیس نے اٹھایا ہے کہ آج پوری دنیا اُس کے شکنجے میں ہے۔ مسلمانوں کی عظیم اکثریت آج اس ابلیسی تہذیب کے سیلاب میں بہہ چکی ہے۔ دجالی تہذیب کے حوالے سے یہ وہی بات ہے جس کی خبر آنحضور ﷺ نے پہلے ہی دے دی تھی کہ دجال کے ایک ہاتھ میں آگ (دوزخ) ہو گی اور ایک ہاتھ میں پانی (جنت)' اور جو شخص اس کے پانی کو اختیار کرے گا تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور جو اس کے دباؤ میں نہ آتے ہوئے آگ کو قبول کرے گا تو وہ اصل میں جنت والا ہے۔ یہ بڑی واضح باتیں ہیں اور آج ہمیں وہی مرحلہ درپیش ہے۔

اس بدترین صورت حال میں ہمارے لئے ایک خوشخبری بھی ہے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں میں بیداری بھی شروع ہو گئی ہے۔ دو عشرے پہلے افغانستان میں اللہ کے سچے وفاداروں نے نظام الٰہی اور شریعت محمدیؐ کو نافذ کر کے دنیا کو دکھایا تھا۔ اس کی برکات کو دیکھتے ہوئے ابلیسی قوتوں نے اپنے نظام کو بچانے کے لیے نائن الیون کا ڈرامہ رچایا اور شریعت محمدیؐ کے خاتمے کے لیے افغانستان پر چڑھائی کر دی۔ مگر اللہ نے اپنے وفاداروں کا ساتھ دیا اور آج ابلیسی قوتیں اپنی ساری مشینری اور ساری ٹیکنالوجی کے باوجود شکست کا داغ لیے رسوا کن انداز میں واپس جا رہی ہیں۔ اللہ کے سچے وفادار اگرچہ ابھی کم ہیں' لیکن اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا اور آہستہ

آہستہ یہ صورت آگے بڑھے گی اور بالآخر کُل روئے ارضی پر اللہ کا دین قائم ہو کر رہے گا۔ جس کی پیشین گوئی نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمائی ہے۔ اگرچہ بظاہر امت کے حالات کی تصویر بہت مخدوش ہے، تاہم بالآخر خلافت کا عالمی غلبہ ہو کر رہے گا۔ حالات اُسی طرف جا رہے ہیں اور اس کا آغاز افغانستان سے ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ امریکہ کے آگے کوئی ٹھہر بھی سکتا ہے۔ اور تو اور ہم اہل پاکستان ایٹمی قوت ہونے کے باوجود امریکہ کے آگے بچھ گئے تھے۔ مگر طالبان مجاہدین نے امریکا کے خلاف مزاحمت کی شاندار تاریخ رقم کی ہے۔

نائن الیون کے بارے میں ناقابل تردید ثبوت موجود ہیں کہ اس میں امریکہ اور اسرائیلی ایجنسیاں شامل تھیں۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ ان کا اپنا رچایا ہوا ڈراما تھا، لیکن کچھ مسلمانوں کو انہوں نے فرنٹ پر رکھا ہے جو امریکہ اور اسرائیل کے خلاف شدید جذبات رکھتے تھے۔ اب پیرس واقعہ بارے بھی کہا جا رہا ہے کہ اس میں بھی مسلمانوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ جس طرح اس واقعہ کے فوراً بعد 40 یورپی ممالک کے حکمران میدان میں آ گئے اور ایک ملین مارچ ہو گیا اُس سے بظاہر یہی لگتا ہے کہ یہ بھی نائن الیون کی طرح کی کارروائی ہے۔ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا ابلیسی قوتوں کا مشن ہے اور اب یہ تحریک شروع ہو گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں چونکہ خلافت کی بات ہو رہی ہے جس سے ایک مرتبہ پھر امریکہ، بلکہ حقیقت میں ابلیس کے لیے خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ لہٰذا ممکن ہے کہ افغانستان میں ناکامی کے بعد اب پیرس کا یہ منصوبہ بنایا گیا ہو، کیونکہ دشمن یہ چاہتے ہیں کہ ایک بار پھر پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کر کے ان کو کچل کے رکھ دیا جائے۔ وہ مسلمانوں کو خطۂ ارضی سے مٹانے کے لیے وہ اپنی سی ساری کوششیں کریں گے، لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ اب مسلمانوں میں بیداری کی لہر بھی پیدا ہو گئی ہے اور یہ ان شاء اللہ آگے بڑھے گی۔ اب حق و باطل کے درمیان فائنل راؤنڈ آ گیا ہے اور ہم اس راؤنڈ کا حصہ ہیں۔ ہمیں اپنی آنکھیں کھلی رکھنی ہوں گی اور ہمیں اس بات کی شعوری کوشش بھی کرنی ہو گی کہ ہم حزب اللہ کے ساتھ جڑے رہیں اور حزب الشیطان کا حصہ نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حزب اللہ کا ساتھ دینے اور حزب الشیطان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

☆☆☆

عشق تمام مصطفیٰؐ، عقل تمام بولہب

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکہ یورپ نے صرف صلیبی جنگ ہی نہیں چھیڑی، زبان و قلم، ذرائع ابلاغ سے مسلمانوں کی روح پر چرکے لگانے کا سامان فراواں کر رکھا ہے۔ سائنسی، عسکری ایجادات مسلمانوں کی آبادیاں اور ممالک تباہ کرنے پر مامور ہیں۔ دوسری جانب توہین آمیز خاکوں، فلموں، کتب و رسائل اور میڈیا کے ذریعے ابولہب کی ذریت نے شان رسالت ﷺ میں دریدہ دہنی کی ساری حدیں توڑ ڈالی ہیں۔ پہلے 48 ممالک افغانستان پر ہمہ نوع اسلحہ آزماتے اسے قبرستان اور کھنڈر بنانے کے درپے رہے۔ تاہم افغانوں کے آہنی عزم سے سر پھوڑتے بالآخر ناکام و نامراد لوٹ گئے۔ اب کم و بیش وہی 44 ممالک کے سربراہان بانہوں میں بانہیں ڈالے شان رسالت ﷺ میں پے در پے گستاخیوں کو سند جواز بخشنے، پیٹھ ٹھونکنے آزادیٔ اظہار کے تحفظ کی آڑ میں پیرس میں ڈبل مارچ کرتے دیکھے گئے۔ چشم تصور تو مقابلے پر ایک اور منظر تراشتی رہ گئی۔ مدینہ منورہ میں 59 مسلمان ممالک کے سربراہان اسی طرح ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی گونج میں شان رسالت کے دفاع کے لیے سربکف نکل کر دکھاتے! تمام فرنچ سفیر نکال دیتے، مگر...... اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

ان 44 ممالک میں چارلی ایبڈو کے ساتھ اظہار یک جہتی کرنے والوں میں الجیریا، ترکی، اردن، فلسطین، تیونس، متحدہ عرب امارات، نائیجر، مالی کے وزرائے اعظم، صدور یا وزرائے خارجہ بھی شریک ہوئے! پاکستان اپنے عوام کے خوف سے اتنی جرأت تو نہ کر سکا (اب ایسے عوام کو ٹھکانے لگانے کا انتظام جاری و ساری ہے!) تاہم صدر ممنون نے حد درجہ منمناتا ہوا خط گستاخان رسول ﷺ کی بد انجامی پر ان کے خاندانوں سے تعزیت کرتے ہوئے فوراً روانہ کر دیا تھا۔ 12 ملین مسلمانوں کے قاتل کفر سے 12 گستاخانِ رسول ﷺ پر اظہار غم......؟ دفتر خارجہ نے بھی فرانس کا یہ حق فوری ادا کیا۔ وزیراعظم نواز شریف اور دفتر خارجہ نے عوام کی طرف منہ کر کے خاکوں کی تازہ یلغار پر اظہار تحفظات فرما دیا۔ یہ ان کی ہم پر عنایت ہے...... ورنہ 3 ملین مرتبہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی 16 زبانوں میں دہرائی جائے (میگزین کی اشاعت کا اعادہ) دو ارب مسلمانوں کا منہ چڑایا جائے اور مسلم لیڈروں کی زبانوں پر تالے پڑے رہیں......؟ بلکہ نہیں...... ام علیٰ قلوب اقفالھا...... دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں بلکہ ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے!

جان لیجیے...... محمد ﷺ، سراج منیر ﷺ ہیں۔ آفتاب پر تھوکا منہ پر آتا ہے۔ ملعونین نے 30 لاکھ مرتبہ خود اپنے منہ پر تھوکا ہے۔ اللہ اور اس کے فرشتے محمد ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ (احزاب:56) آپ ﷺ کی ذات مبارکہ اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔ (احزاب:6) اور یہ کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔ (بخاری، مسلم) مسئلہ تو ہر مسلمان کے اپنے ایمان کا ہے۔ حاکم ہو یا عامی۔ اپنی خیر منایئے۔ یہ معاملہ نبی کریم، امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، رسول امین ﷺ کا ہے! ایک پرویز مشرف کے نام پر ہم نے پھانسیوں کی قطاریں لگا رکھی ہیں۔ وہ ہٹا کٹا موجود ہے۔ میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت کرنے والے پار کر دیئے گئے۔ اور شان رسالت ﷺ کے معاملے پر ایک سفیر تک طلب نہ کیا؟ حتیٰ کہ پوپ فرانسس بھی چیخ اٹھا۔ آزادیٔ اظہار کے ساتھ مذاہب کے احترام کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ مذہب کی توہین نہیں کی جا سکتی۔ ہر مذہب کا ایک وقار ہوتا ہے، کچھ حدود ہوتی ہیں۔ اگر ڈاکٹر گیسپاری (پوپ کے دوروں کا انچارج جو ان کے ہمراہ تھا) میری ماں کو گالی دے گا تو گھونسا میری طرف سے ضرور کھائے گا۔ آزادیٔ اظہار کی حدود ہیں...... وہ لوگ جو دوسرے مذاہب

کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے ساتھ بھی یہی ہوگا! مسلم قیادت نے منہ میں گھنگنیاں ڈال رکھی ہیں اُدھر...... پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے! معروف امریکی مصنف ٹام پلیٹ نے خلیج ٹائمز (13 جنوری) میں فرانسیسی ملعون کارٹونسٹ بارے بعنوان میڈیا کے پاگل آدمی لکھا کہ یہ جریدہ بالخصوص مذہب کو اپنا ہدف بناتا ہے اور یہ دراصل شعوری طور پر اسلامی شخصیات کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔

ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ سچ بولنا یا اس کی طرف توجہ دلانا ایک مشکل اور خطرناک کام ہوسکتا ہے۔ سچ بولنے والوں کے لیے، حقیقتاً ایک طوفان ہے جو صلیبی جنگجوؤں، سیکولر انتہا پسندوں نے ہر ملک میں اٹھا رکھا ہے۔ پاکستان پر بھی یہ دورہ پڑا ہوا ہے۔ ایک طرف ہم دہشت گردی کے نام پر جنگ چھیڑنے والے عالمی ٹولے کے پرجوش ساتھی ہیں جو دنیا میں آزادیٔ اظہار کے ڈنکے بجا رہے ہیں۔ دوسری طرف ہماری حکومت کی شدت پسندی کا یہ عالم ہے کہ 20 افراد کو صرف حکومت مخالف نعروں پر جیل بھیج دیا۔ شان رسالت ﷺ میں گستاخی پر مبنی 3 ملین کا پیاں دنیا میں گوارا! نبی جہاد ﷺ، نبی الملاحم ﷺ، امام المجاہدین نبی ﷺ کے امتیوں پر نفرت انگیز مواد کی آڑ میں جہاد پر قرآن و حدیث پر مبنی کتب و رسائل ممنوعہ بور کے اسلحے سے زیادہ سنگین جرم کی شقیں عائد کی جا رہی ہیں۔ اشاعت فحش پر وعید سنانے والے قرآن کے وارثوں کے ہاں ایک چھاپہ بھی کسی فحش مواد رکھنے والی دکان پر نہیں پڑا جس کی فراوانی سے کون واقف نہیں۔ لیکن دینی کتب، ہیروئن چرس سے زیادہ بڑا جرم بن گئی ہیں۔

ٹام پلیٹ (خلیج ٹائمز) نے پیرس کی گستاخانہ حرکت کو مسلمانوں پر جذباتی ڈرون حملہ قرار دیا۔ سچ تو یہ ہے 9/11 کے بعد سے انسانوں کے لیے دنیا جہنم زار بنادی گئی ہے۔ اوباما اور کیمرون نے کہا: ایسے عناصر کے خلاف کھڑے رہیں گے جو ہماری اقدار کے لیے خطرہ ہے۔ یہ فرعون کے سے الفاظ ہیں ہو بہو۔ آسمانی اقدار کے خلاف اس نے بھی یہی کہا تھا: یہ دونوں (موسیٰؑ اور ہارونؑ) تو محض جادوگر ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری زمین سے بے دخل کردیں۔ اور تمہارے مثالی طریق زندگی کا خاتمہ کردیں۔ اپنی ساری تدبیریں اکٹھی کرلو اور ایکا کر کے میدان میں آؤ۔ بس یہ سمجھ لو کہ آج جو غالب رہا وہی جیت گیا۔ (طٰہٰ: 64-63) آج یہ سب اپنی اقدار کو بچانے میدان میں ایکا کر کے نکل آئے ہیں۔ مثالی طریق زندگی بچانے کو! چارلی والی مثالی دریدہ دہنی، بداخلاقی۔ بن ماں باپ کے رُل رُل کر پلنے والے اعلیٰ اخلاقی معیار کیا جانیں۔ جس کے مدمقابل اسلامی تہذیب یہ ہو کہ اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور نہ نبی ﷺ سے اونچی آواز سے بات ہی کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہوجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (الحجرات: 2) حفظ مراتب، زبان و بیان کی احتیاط سکھانے والا دین۔ جہاں تربیت دینے والا خود رب العالمین ہو! مغربی تہذیب کی عقل نارسا میں شان رسالت ﷺ سما نہیں سکتی۔ ان کے ہاں غیرت، حیا جیسے الفاظ بھی عنقا ہیں۔ ان کا دامن ان ذی شان پاکیزہ احساسات و جذبات سے خالی ہے۔

فرانس کی حس مزاح دیگر حسیات کی طرح مفلوج و مسخ شدہ ہے۔ اسی کا ظہور کارٹونوں کی صورت ہے۔ یہ جنگ بنی آدمؑ کی اقدار اور بنی قردۃ (ڈارونی بندر) کی اقدار اور مثالی طرز زندگی کے مابین ہے۔ کتوں اور خنزیروں کی تھوتھنیاں چومنے والے آج اخلاقی گراوٹ کا سوائن فلو دنیا بھر میں پھیلانے پر کمربستہ ہیں۔ وبائی جوش و خروش کے ساتھ وہ پوپ فرانسس ہی کی زبان میں گھونسا کھانے والی حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

ہم تو خاکوں کو رو رہے ہیں۔ امریکی سپریم کورٹ میں نبی ﷺ کا سنگ مرمر کا مجسمہ 80 سال سے ایستادہ ہے۔ جسے 18 دیگر قانون سازوں کے مجسموں کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ (اسلام میں حقیقتاً قانون ساز، شارع اللہ ہے یہ انسانی قانون نہیں ہے)۔ 1990ء میں اس پر اعتراضات اٹھے تو ایک امریکی فدوی، معذرت خواہ نام نہاد عالم نے یہ کہہ کر جواز کا فتویٰ دے ڈالا کہ یہ تو ان کا ہم پر احسان اور مثبت قدم ہے کہ انہوں نے محمد ﷺ کو بھی تسلیم کر لیا! گر ہمی مکتب و ہمی ملا...... کار اسلامیان تمام خواہد شد! سو ایسے نام نہاد سکالرز، بے خدا نظام تعلیم، سوشل میڈیا پر فکری دہشت گردی کے حملے...... حقیقی اسلامی فکر کے تار و پود بکھیر چکی! نوجوان نسل یہ جانے بغیر کہ شانِ رسالت ﷺ کا معاملہ کتنا نازک، کتنا احتیاط طلب، ایمان کی شہ رگ ہے، علم کے بغیر بے محابا زبان و قلم چلاتی ہے۔ علماء مساجد میں، صاحب ایمان اساتذہ تعلیمی اداروں میں اپنا فرض ادا کریں۔ بولہبی سے اپنی نسلیں بچائیں۔

عشق تمام مصطفیٰ ﷺ، عقل تمام بولہب

☆☆☆

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

شمارہ فروری 2015ء
ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

☆ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت — حافظ عاکف سعید
☆ صدقے کا حقیقی مفہوم — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ اُمراء کا اپنے رفقاء کے ساتھ طرزِ عمل — انجینئر حافظ نوید احمد
☆ اللّٰہ الصّمد — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ مرد کی دوسری شادی — بیگم عبدالخالق
☆ پاکستان میں نصاب سازی؟ — پروفیسر عبداللہ شاہین
☆ ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج — شاہین عطر جنجوعہ

اہم مضامین

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 25 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد — مرتب: محمد خلیق

سوال :بعض لوگ پیرس میں اخبار پر حملے کو مشتبہ اور ایک ڈراما قرار دے رہے ہیں۔ اگر یہ ڈراما ہے تو اس کے مقاصد کیا ہو سکتے ہیں؟

حافظ عاکف سعید :آپ نے جس خدشہ کا اظہار کیا ہے اس کے امکانات بہرحال موجود ہیں، اگرچہ یقین سے ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کوئی ڈراما ہوا۔ آج کا دور وہ ہے جس کو احادیث میں دجالی دور کہا گیا ہے۔ دجل کا مطلب ہے فریب اور دھوکا۔ اس وقت یہ فریب اور دھوکا اپنے عروج پر ہے۔ چنانچہ تاریخ کے ریکارڈ میں یہودیوں کی ایسی بہت سی کارروائیاں محفوظ ہیں جو عملاً انہوں نے کی ہیں لیکن ان کا ملبہ مسلمانوں پر ڈال دیا گیا، جس کے نتیجے میں ساری دنیا کی رائے عامہ مسلمانوں کے خلاف ہوگئی۔ حالیہ تاریخ میں اس کی سب سے بڑی مثال نائن الیون کا واقعہ ہے۔ اب یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ اس واقعے میں امریکی سی آئی اے اور اسرائیلی خفیہ ایجنسیاں ملوث تھیں۔ اس پر باقاعدہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور شواہد ایسے دیئے گئے ہیں کہ ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نائن الیون کے نتیجے میں پورے عالم اسلام کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوئی۔ یہ کہا جانے لگا کہ مسلمانوں کو ختم کر دینا چاہیے۔ یہ اسی قابل ہیں کہ انھیں روئے ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اگر آپ پوری انسانی تاریخ کے تناظر میں دیکھیں تو اصل میں یہ معرکہٴ خیر و شر ہے۔ وہ جو اقبال نے کہا تھا کہ:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

تو یہ سلسلہ ہابیل اور قابیل سے چلا آ رہا ہے۔ شیطانی قوتیں یہ چاہتی ہیں کہ انسان کو اُس امتحان میں ناکام بنا دیا جائے جس میں اللہ نے اس کو ڈالا ہے تاکہ ابلیس اور اس کی ذریت کے ساتھ نوع انسانی بھی جہنم میں جائے۔ یہ ابلیس کا ایجنڈا ہے، جسے تمام نبی اور رسول بتاتے رہے ہیں۔ اس وقت کے حالات اس کا آخری اور فائنل راؤنڈ ہے۔ بقول اقبال۔

دنیا کو ہے پھر معرکہٴ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو اُبھارا

اس ضمن میں ایک خاص بات علامہ اقبال نے کہی ہے۔

اللہ کو پامردیٴ مومن پہ بھروسا
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت جو ہتھیار ابلیسی قوتوں کے پاس آ گئے ہیں، اب ان سے مسلح ہو کر وہ عالم اسلام کے خلاف یلغار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ابلیس اپنی آخری فتح کے بہت قریب ہے۔ اس کے ایجنٹوں کے پاس اہل حق کو گمراہ کرنے، انھیں پٹڑی سے اُتارنے اور جو مخلص رہ جائیں انھیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لیے تمام ہتھیار اور ٹیکنالوجی موجود ہے۔ نائن الیون کا واقعہ اسی کا ایک مظہر تھا۔ اس کے نتیجے میں امریکہ نے بغیر کسی ثبوت کے افغانستان پر حملہ کیا، اور ساری دنیا اس کے ساتھ ہوگئی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے عراق پر حملہ کیا، لیکن اب کچھ لوگ نائن الیون کے فوری بعد کی کیفیت سے نکل آئے تھے، چنانچہ بہت سے یورپین ممالک نے عراق کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ نہیں دیا۔ لیکن امریکہ جو اس وقت ابلیس کا سب سے بڑا ایجنٹ ہے، اس نے وہ کام کرنا تھا، اور کیا۔ چنانچہ ایسے واقعات بار بار ہو رہے ہیں اور ان کا نشانہ مسلمان ہی ہیں۔ لہٰذا پورا امکان موجود ہے کہ یہ بھی ایک پلاننگ کے تحت ہوا ہو، جس میں کچھ مسلمانوں کو یقیناً استعمال کیا گیا ہے۔ نائن الیون کے واقعہ کی بھی پلاننگ کرنے والے کچھ اور لوگ تھے لیکن کچھ عرب نوجوانوں کو انہوں نے اس میں شریک کیا تھا۔ وہ نوجوان آلہٴ کار بنے لیکن انہی کو ہائی لائٹ کر دیا گیا۔ ممکن ہے اس واقعے میں بھی اسی انداز سے مسلمان استعمال ہوئے ہوں لیکن پوری پلاننگ ان کی اپنی تھی کیونکہ اس کے بعد فوری ری ایکشن بھی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک well-planned معاملہ تھا۔ البتہ حتمی طور پر ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

سوال: اس جریدے کا پس منظر کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ”چارلی ہیبڈو“ نامی یہ جریدہ ایک ماہنامہ تھا، جو شروع سے ہی خبریں مزاحیہ انداز سے شائع کرتا تھا۔ 1970ء میں چارلس ڈیگال کی موت کو بھی اس نے مزاحیہ انداز میں پیش کیا جس کی وجہ سے اس جریدے پر پابندی لگ گئی، جو دو سال تک قائم رہی۔ اس کے بعد یہ جریدہ ماہنامہ سے ہفت روزہ بن گیا۔ نبی کریم ﷺ کے خاکے بنانے پر اس پر حملہ ہوا تھا اور عمارت کو جلا دیا گیا۔ دوبارہ یہ عمارت تعمیر ہوئی ہے اور اس نے پھر آپؐ کے مزاحیہ خاکے بنائے۔ اس کے نتیجے میں اس پر دوبارہ حملہ ہوا ہے۔ خاکے بنانے کے حوالے سے مرکزی کردار سٹیفن نامی شخص کا ہے۔

لوگوں کو مارنے والے دونوں افراد آپس میں بھائی تھے، جن کا تعلق الجزائر سے تھا۔ یہ دونوں بچپن میں یتیم ہو گئے تھے اور وہاں سے کسی نہ کسی طرح پیرس پہنچ گئے۔ وہاں پر بیروزگاری الاؤنس دیا جاتا ہے، جس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ایسے افراد کو حکومت کی نگرانی میں کسی فیملی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں کو بھی ایک فیملی کے سپرد کر دیا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ان دونوں بھائیوں کا ظاہری حلیہ اور رویہ مذہبی نہیں تھا بلکہ بعض معاملات میں ان کا سیکولر رویہ بھی سامنے آیا۔ اس کی دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ اوّل، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے چونکہ ایک مشن مکمل کرنا تھا لہٰذا یہ ان کی پلاننگ کا حصہ ہو کہ خود کو سیکولر ظاہر کیا جائے۔ دوم، یہ کہ وہ واقعی اتنے مذہبی مزاج کے حامل نہ ہوں۔ 2011ء میں بھی فرنچ انٹیلی جنس نے ان سے پوچھ گچھ کی تھی، لیکن اُس وقت انھیں کچھ نہیں کہا گیا تھا۔ اس مرتبہ یہ دونوں بھائی ایک 18 سالہ لڑکے کے ساتھ، جو ان کا ڈرائیور تھا، وہاں گئے ہیں۔ ان کی پلاننگ بڑی شاندار تھی۔ حملے کے وقت جریدے کے دفتر میں اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کا اجلاس ہو رہا تھا۔ لہٰذا اس جریدے کے تمام بڑے

عہدیدار اس کمرے میں موجود تھے۔ پہلے انہوں نے باہر دو پولیس والوں کو مارا ہے۔ اس کے بعد وہ اندر داخل ہوئے اور فائرنگ شروع کر دی۔ خاص طور پر سٹیفن سے باقاعدہ اس کے نام کی تصدیق کر کے اسے مارا ہے۔ اس کے علاوہ تین کارٹونسٹ اور تھے، ان تینوں کو بھی مار دیا گیا۔ پھر وہ اسی گاڑی میں فرار ہو گئے۔ اب اطلاعات یہ ہیں کہ ان میں سے ایک مارا گیا ہے اور دوسرا گرفتار ہو گیا ہے۔ یہ بھی اطلاع ہے کہ دونوں مارے گئے ہیں۔ گاڑی کے ڈرائیور نے اپنی گرفتاری خود دے دی۔

سوال: یہ حملہ اظہارِ رائے کی آزادی پر حملہ قرار دیا جا رہا ہے۔ کیا یورپ میں آزادیٔ اظہارِ رائے کے حوالے سے کوئی امتیازی قانون پایا جاتا ہے؟

حافظ عاکف سعید: بعض پہلوؤں سے امتیازی قوانین ہیں اور ان کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ مثلاً یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ ہولوکاسٹ کے حوالے سے یہودیوں کا اپنا ایک خاص مؤقف ہے اور اس مؤقف کے خلاف یا اس سے ہٹی ہوئی کوئی بات بھی کہنا جرم ہے۔ اس پر باقاعدہ سزا دی جاتی ہے۔ گویا اظہارِ رائے کی کھلی آزادی وہاں پر بھی نہیں ہے۔ ان خاکوں کے ذریعے جس طرح سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے اس کا لیول اتنا زیادہ ہے کہ شاید اس کو ہم لفظوں میں بیان نہ کر سکیں۔ انھیں یہ معلوم ہے، چنانچہ یہ سب کچھ دیدہ و دانستہ کیا جا رہا ہے۔ اظہارِ رائے کی آزادی کے یہ نام نہاد علمبردار نہ صرف آنحضور ﷺ کے خاکوں کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں پر آرے چلاتے رہے ہیں بلکہ قرآن مجید کی حرمت کو بھی بدترین انداز میں پامال کر کے انہوں نے مسلمانوں کو شدید ذہنی اذیت سے دوچار کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے دوہرے معیار ہیں۔ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اسلام کے خلاف دشمنی میں وہ آخری حد تک جا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں عدل وانصاف کا کوئی اُصول اور قاعدہ ان کے راستے کی رکاوٹ نہیں بنتا۔

سوال: اس واقعہ کے عالم اسلام خصوصاً یورپ کے مسلمانوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بہت گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کے امکانات ہیں کہ یہ باقاعدہ ایک ڈراما ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ میں مسلمانوں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو رہا ہے، خاص طور پر فرانس میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ میں غیر فطری قوانین بنا کر شادی کے عمل کو بہت مشکل بنا دیا گیا ہے۔ اب وہاں کے مرد شادی کرنے سے گھبراتے ہیں۔ مثلاً یہ قانون کہ کوئی خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے تو اسے اپنی آدھی جائیداد اس کو دینی پڑے گی۔ یہ شق مشروط نہیں ہے۔ اگر کوئی اضافی بات بھی ہے تو وہ علیحدہ سے طے ہو گی۔ اس کے نتیجے میں لوگوں نے شادی کرنی چھوڑ دی۔ اس کے مقابلے میں ہمارے ہاں نکاح میں حق مہر وہ رکھا جاتا ہے جو مرد کی حیثیت کے مطابق ہوتا کہ طلاق اس کے لیے کوئی بہت بڑا مسئلہ نہ بن جائے اور اس سے دوسرے مسائل جنم نہ لیں۔ ظاہر ہے کہ میاں بیوی خوشی کے ساتھ ہی ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکتے ہیں، ان کو زبردستی جوڑا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا جب مرد کو زبردستی مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی بیوی کو نہیں چھوڑ سکتا، اگر چھوڑے گا تو اثاثہ جات سے ہاتھ دھونا پڑے گا، نتیجتاً مردوں نے شادی کرنا چھوڑ دی۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ بے حیائی، عریانی اور فحاشی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ پیرس کے کلیساؤں میں کئی کئی سال شادی کی کوئی تقریب ہی نہیں ہوتی۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں میں باقاعدہ شادیاں ہوتی ہیں۔ تو مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اہل مغرب اس سے خائف ہیں۔ بعض اندازوں کے مطابق کچھ سالوں کے بعد یورپ کے ملکوں میں جمہوری نظام کے تحت مسلمانوں کی حکومت ہو گی۔ ایک تو اس گھبراہٹ کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو یورپ سے نکالنا چاہتے ہیں۔ مار دھاڑ کے ذریعے انہیں تنگ کرنا چاہتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یورپی ممالک نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں بہت ترقی کی ہے اور یہ بہت امیر ملک بن گئے ہیں۔ اس کے نتیجے میں پس ماندہ خصوصاً مسلمان ممالک سے برین ڈرین ہوا ہے اور وہ سارا ان علاقوں میں گیا ہے۔ جب ان پس ماندہ ممالک سے پڑھے لکھے اور ذہین لوگ وہاں گئے ہیں تو یہ وہاں کی ٹیکنالوجی کو بھی سمجھ رہے ہیں اور ذہنی طور پر یہ مزید ترقی کر رہے ہیں۔ یہ امکان موجود ہے کہ مستقبل میں کوئی ایسا وقت بھی آ جائے کہ یہ عمل reverse ہو جائے۔ اگر کچھ مسلمان ممالک میں خوشحالی آتی ہے تو یہ افراد اپنے اپنے ملک واپس جا سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم میں ان کی قابلیت سے مسلمان ممالک کو فائدہ پہنچے گا۔ لہٰذا اہل مغرب اس خوف میں بھی مبتلا ہیں کہ مسلمان یہیں سے علم حاصل کر کے کل یورپ اور امریکہ کے لیے ہی کوئی مصیبت کھڑی نہ کر دیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ حقیقی طور پر کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی محبت کا عملی ثبوت دیا ہو۔ ایسے واقعے پر کس مسلمان کا خون نہیں کھولے گا! اگر کوئی نام کا بھی مسلمان ہو تو اس کا خون ضرور کھولے گا۔ ہم نے ایسے واقعات دیکھے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی ہوئی ہے تو ایک عام مسلمان بھی اپنی جان پہ کھیل گیا۔ جس شخص کا اسلام سے کوئی نہ کوئی تعلق ہو گا، وہ کسی گستاخِ رسولؐ کو کب معاف کرے گا! بہرحال اس سے یقیناً مسلمانوں پر مالی اور دنیاوی لحاظ سے برے اثرات مرتب ہوں گے، لیکن کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر نبی اکرم ﷺ کی حرمت کی حفاظت کرتے ہوئے ساری دنیا بھی تباہ ہوتی ہے تو ہو جائے۔ اس کی پروا نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کسی کا اس طرح کوئی مادی نقصان ہوتا ہے تو وہ اسے اپنے لیے ایک سعادت اور اجر جانے۔

سوال: ایک رائے یہ ہے کہ اسلام اور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے حوالے سے کی گئی کسی بھی تنقید پر مسلمان over-react کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسی صورت حال میں قانونی چارہ جوئی کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

حافظ عاکف سعید: نبی اکرم ﷺ کی عزت پر کٹ مرنا ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے، چاہے وہ ایک باعمل مسلمان ہو یا نہ ہو۔ اس وقت ہمارا اصل مقابلہ یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہے۔ افغانستان میں نیٹو کی افواج بنیادی طور پر عیسائی ممالک کی ہیں، لیکن ان کے پیچھے درحقیقت یہود ہی ہیں کیونکہ ان کا اثر اور رسوخ امریکہ اور یورپ دونوں جگہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خود امریکہ کے اندر اسرائیل کے مفادات امریکی مفادات پر مقدم ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ سب آسمانی کتابوں کو ماننے والے ہیں لیکن بدقسمتی سے اس وقت ابلیس کے ایجنٹ بن گئے ہیں۔ ان کو خوب معلوم ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے سچے نبی اور رسول ہیں۔ ہر آسمانی کتاب میں آنحضور ﷺ کی آمد کی پیشین گوئی موجود ہے۔ ان کو وہ مقام دیا گیا جو کسی اور نبی، رسول کو نہیں دیا گیا۔ ان کے لیے قرآن مجید میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ''(اے نبیؐ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' ایسی ہستی کی تذلیل وتحقیر کے حوالے سے کوئی

بات اس شخص کے لیے قابل برداشت ہو ہی نہیں سکتی جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو، حضور ﷺ پر ایمان رکھتا ہو، قرآن پر ایمان رکھتا ہو۔ جو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، ان کے ساتھ ایسا سلوک کرنے والے حقیقت کے اعتبار سے انسانیت کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔ چنانچہ حرمتِ رسول ﷺ پر کٹ مرنا ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے۔ مولانا ظفر علی خان نے یہ بات بڑے پیارے انداز سے کہی تھی کہ ؎

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثربؐ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

علماء یہود بھی جانتے ہیں، عیسائیوں کو بھی معلوم ہے کہ قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے وہ آخری نبی ہیں جو رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس کے باوجود ان کا یہ فعل انسانیت کے نام پر سب سے بڑا دھبہ ہے۔ ایسے لوگوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ان کو نیست و نابود کرنا انسانیت کے تحفظ کا عین تقاضا ہے۔

جہاں تک قانونی چارہ جوئی کا تعلق ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یورپ میں قوانین بن رہے ہیں لیکن ان کے دوہرے معیار ہیں۔ وہاں پر مسلمانوں کو دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے۔ آنحضور ﷺ کے خاکے بنانے کو وہ اظہارِ رائے کی آزادی سمجھتے ہیں۔ وہ اس کو بالکل جائز سمجھ رہے ہیں کہ آخری انتہا پر جا کر آپؐ کا استہزا کیا جائے۔ یہ دراصل ابلیس کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ یہ ابلیسیت کا ننگا ناچ ہے۔ اس کا قلع قمع کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ایسے حالات جن میں کسی شخص کا ایمان پر رہتے ہوئے زندہ رہنا بہت مشکل اور ناممکن بنا دیا جائے، حدیث میں اسے ہتھیلی کے اوپر انگارے رکھنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ایسے واقعات کے ذریعے یورپ اور امریکہ میں اس نظریے کو فروغ دیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ اظہارِ رائے کی آزادی ہے۔ عیسائی خود دین سے اتنے دور ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کو تو اللہ کے برابر بٹھاتے ہیں، یعنی وہ الوہیت کا حصہ ہیں لیکن ان کو ولد الزنا کہنے والے آج عیسائیوں کے دوست بنے ہوئے ہیں۔ ابلیسیت کے اس نظام نے ان کے ذہنوں کو اتنا مسخ کر دیا ہے۔ اب وہ انتقام مسلمانوں سے لینا چاہ رہے ہیں۔ مختلف طریقوں سے دنیا میں مسلمانوں کو قابل نفرت بنایا جا رہا ہے۔ اس کے لیے ایک ڈراما نائن الیون کا کیا گیا تھا۔ اب اس واقعے کو بہانہ بنا کر بھی وہ یہی کرنا چاہیں گے تاکہ بڑی قوتیں مسلمانوں کے حوالے سے جو بھی قدم اٹھائیں وہ پوری دنیا کے لیے قابل قبول ہو۔

ایوب بیگ مرزا: واقعتاً اگر کوئی حقیقی اسلامی فلاحی ریاست ہو اور وہاں کوئی ملعون اس قسم کی حرکت کرے تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ سننے والا شہری اسے پولیس کے حوالے کر دے اور حکومت اس کو شریعت کے مطابق سزا دے دے۔ موجودہ صورت حال میں تو واقعہ یورپ میں ہوا ہے جبکہ مسلمان ممالک میں اسلامی شریعت قائم نہیں ہے۔ ایک مسلمان دوسرے کسی بھی معاملے میں تو اپنے جذبات کو کنٹرول کر سکتا ہے لیکن اس معاملے میں اس کی برداشت کا لیول صفر ہے۔ یہ صرف کہنے کی بات نہیں ہے۔ یہ ہم نے تاریخ میں دیکھا ہے۔

سوال: کیا اس واقعے کے پاکستان پر بھی کچھ اثرات مرتب ہوں گے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں یہ سب کچھ شاید پاکستان ہی کے لیے ہو رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ اصل میں پاکستان کے نیوکلیئر ہتھیاروں کا مسئلہ ہے۔ ایک اسلامی ملک کا ایٹمی طاقت ہونا یورپ برداشت کر سکتا ہے نہ عیسائی، یہودی گوارا کر سکتے ہیں نہ ہندو۔ ہندو کے لیے تو ہمارا وجود ہی ناقابل برداشت ہے۔ انڈیا نے بم بنایا تو کسی نے نہیں کہا کہ یہ ''ہندو بم'' ہے۔ امریکہ اور یورپ نے بم بنایا تو کسی نے نہیں کہا کہ یہ ''عیسائی بم'' ہے! اسرائیل نے بم بنایا تو کسی نے نہیں کہا کہ یہ ''یہودی بم'' ہے۔ پاکستان نے ایٹم بم بنایا تو اس کا نام ''اسلامی بم'' رکھ دیا گیا۔ یہ چیز گہرے تعصب کو ظاہر کرتی ہے۔ افغانستان پر حملہ کر کے انہوں نے ایک اسلامی حکومت کو ختم کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر افغانستان میں اسلامی نظام قائم ہو گیا اور اس کے ثمرات ظاہر ہو گئے تو پھر یہ ایکسپورٹ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیت اگر قائم رہی تو یہ دوسرے مسلمان ممالک کو بھی ایکسپورٹ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا میرے حساب سے گلوبل ویلج جو کچھ کر رہا ہے، اس میں جو ہنگامہ برپا ہے وہ پاکستان کے ایٹم بم کی وجہ سے ہے۔ آپ دیکھ لینا کہ بعد میں یہ بات کسی نہ کسی انداز میں پاکستان پر ہی پہنچ جائے گی۔

سوال: اس ساری صورت حال میں پوری دنیا کے مسلمانوں اور خاص طور پر ہم پاکستانیوں کے لیے کرنے کا اصل کام کیا ہے؟

حافظ عاکف سعید: بیگ صاحب نے جو بات کہی، وہ بالکل درست ہے۔ اصلاً یہ سب کچھ مسلمانوں کے خلاف ہی ہو رہا ہے۔ علامہ اقبال نے ابلیس کی زبان سے کہلوایا ہے کہ اصل خطرہ مجھے اس اُمت سے ہے کہ جس کی خاکستر میں اب تک شرارِ آرزو ہے۔ اس شرارِ آرزو کو بجھانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کا ایٹمی صلاحیت حاصل کر لینا تو انہیں بہت ہی زیادہ کھٹکتا ہے۔ افغانستان پر حملے کی بہت سی وجوہات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ وہاں پر شریعت کے نفاذ اور نظام عدل وانصاف کے قیام کے بعد امن وامان بہتر ہوا اور ایک مثالی معاشرہ وجود میں آ رہا تھا، جسے دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں کھل جاتیں کہ اصل حق تو یہ ہے۔ لہٰذا اس کو ختم کرنے پر سارے تل گئے۔ اس مقصد کے لیے اتنا بڑا ڈراما کیا گیا کہ انہوں نے خود اپنے Twin Towers گرا دیئے تاکہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف جذبات بھڑکائے جا سکیں۔ اور اس میں وہ کامیاب بھی رہے۔

دجالی فتنے کے حوالے سے احادیث میں آتا ہے کہ مسلمانوں کی بڑی اکثریت دجال کی لپیٹ میں آ جائے گی۔ سیکولر سوچ اصل میں اپنے دین سے انحراف ہے۔ اس میں دین کو ایک کامل نظام ماننے کے بجائے محض مذہب کی حیثیت دی جاتی ہے۔ ہم مسلمان بھی دین کو ایک نظام کے طور پر اپنانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بہر حال اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے جو اس وقت ذلت میں ہیں، پیغام کیا ہے! ایک زمانے میں پورے عالم اسلام میں نوآبادیاتی نظام (Colonial rule) تھا۔ آہستہ آہستہ اللہ نے امت مسلمہ کو آزادی دی، لیکن مسلمانوں نے دین سے بے وفائی اور غداری کا عمل جاری رکھا۔ اب ایک طرف تو ہمیں سزا بھی مل رہی ہے جبکہ دوسری طرف اسی کا ایک ری ایکشن یہ ہے کہ ع مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے۔ اسی کی وجہ سے لوگوں میں شعور اور awareness بڑھ رہا ہے کہ اسلام اچھا ہے۔ جب سب اسلام کے پیچھے لٹھ لے کر پڑے تو لوگوں نے اس کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ جب سے مغربی تہذیب کا دور دورہ ہے، مسلمان تو کبھی اپنے دین کی طرف متوجہ ہی نہیں رہا تھا۔ اب کچھ بیداری کی لہر بھی آ رہی ہے۔ وہ آخری مرحلے شروع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ ایسے میں ہمارے لیے یہ پیغام ہے کہ ہم اس پوری صورت حال کو پہچانیں۔ اس وقت

ساری غیر اسلامی قوتیں اسلام کو دبانا چاہتی ہیں۔ اس امر پر غور کیجیے کہ آنحضور ﷺ کے خاکے بنا کر وہ لوگ چاہتے کیا ہیں! یہ ذلت و رسوائی اصل میں مسلمانوں کی ہے کہ جن سے تم اتنی عقیدت اور محبت رکھتے ہو، دیکھو ہم ان کے ساتھ انتہائی توہین آمیز معاملہ کر رہے ہیں اور تم ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ آج تمہارے ساتھ تمہارا اللہ بھی نہیں ہے۔ یہ درحقیقت دین سے ہماری مجرمانہ غفلت، بے وفائی اور غداری کی سزا ہے۔ آج 57 اسلامی ممالک میں سے کسی ایک جگہ بھی اللہ کا دین قائم نہیں ہے۔ یہاں پاکستان میں کیا رکاوٹ تھی؟ یہاں تو 96 فیصد مسلمان ہیں، لیکن ہم نے اللہ کے دین کو قائم نہیں ہونے دیا۔ اس لیے ذلت و مسکنت کا عذاب ہم مسلمانوں پر اللہ نے مسلط کیا ہے۔ آخر کار اسی کے نتیجے میں کچھ لوگوں کی آنکھیں کھلیں گی۔ اللہ تعالیٰ سزا کے جھٹکے جگانے کے لیے بھی دیتا ہے۔ مسلمانوں میں ایک طبقہ مغرب سے بہت زیادہ مرعوب ہے اور وہ اپنی اس روش میں بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔ تاہم، دوسری طرف ایسے نوجوان بھی ہیں جو مغرب کی یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں لیکن وہ بڑی تیزی سے اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کے اندر صحیح جذبہ بیدار ہونا شروع ہوا ہے۔ تو اس process کو پہچاننا چاہیے۔ ہم اللہ کے وفادار بنیں، اس خطے میں اللہ کے دین کو قائم کریں تو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگی۔ تب ہم ان قوتوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ واحد راستہ یہی ہے!

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

اظہار خیال

شہید بچوں کے مقدس لہو کی پکار

محمد فہیم

آرمی پبلک سکول کے بچوں کے بہیمانہ قتل عام نے پاکستان ہی نہیں ساری دُنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ درندگی اور پاگل پن کی انتہا ہے۔ پھولوں جیسے ننھے بچوں، اساتذہ اور استانیوں کا یہ دردناک قتل اس قوم کو صدیوں تک رُلاتا رہے گا۔ کتنی بدقسمتی ہے کہ یہ قوم گزشتہ چار عشروں سے ایک ایسی جنگ سے دوچار ہے جس میں اسے اپنا دشمن سامنے ہوتے ہوئے بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ہمارے اب تک 60 ہزار سے زیادہ افراد، اربوں روپے مالیت کی املاک دہشت گردی اور درندگی کی نذر ہو چکی ہیں۔ دہشت گردی کا یہ سلسلہ جو پاکستان میں افغانستان پر امریکہ کے حملہ کے بعد شروع ہوا ہے، اتنا خون چکاں ہے کہ اس نے پوری قوم کو ایک نہ ختم ہونے والے عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آرمی پبلک سکول کا 16 دسمبر کا واقعہ اِس سلسلے کا بدترین اور جانکاہ حادثہ ہے۔ بدقسمتی سے دشمن نے اسی دن کا انتخاب کیا جس دن 4 3 سال پہلے مشرقی پاکستان کی جدائی کا سانحہ رونما ہوا تھا، جس نے ہمارے جسم کو دو ٹکڑے کر کے رکھ دیا تھا۔

آرمی پبلک سکول کی درندگی کے پیچھے غیر ملکی ایجنسیاں خصوصاً را، موساد اور امریکن سی آئی اے کا ہونا زبان زدِ عام و خاص ہے۔ اور کیوں نہ ہو، یہ تمام کھیل ہی ان کا بنایا ہوا ہے۔ پرنٹ میڈیا کے مطابق پاکستان میں اب بھی تقریباً چھ ہزار تک ''ریمنڈ ڈیوس'' جیسے دہشت گرد موجود ہیں۔ یہ دہشت گردان مقامی دہشت گردوں کے علاوہ ہیں، جو یقیناً پاکستان دشمن قوتوں کے آلہ کار بن کر پاکستان اور اسلام کی جڑیں کاٹ رہے ہیں۔ بدقسمتی سے اسلام دشمن اور پاکستان دشمن عناصر نے ہر قسم کی دہشت گردی اور متشددانہ کارروائیوں کو اسلام کے ساتھ نتھی (Identify) کرنے کی مہم شروع کر رکھی ہے، جسے بعض الیکٹرانک میڈیا چینلز نہایت مکارانہ طریقہ سے لوگوں کے ذہنوں میں اُتار رہے ہیں۔

اس امر میں دو رائیں ممکن نہیں کہ جو بھی دہشت گرد ہے، خواہ وہ پاکستانی طالب ہو یا وہ غیر ملکی گروہ سے متعلق ہو، اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اسلام ایک ایسا دین ہے، جس نے کسی بھی بے گناہ کا خون بہانے کو نہ صرف یہ کہ حرام قرار دیا ہے، بلکہ ایک انسان کے بے گناہ قتل کو کل انسانیت کا قتل قرار دے رکھا ہے۔ رسول رحمت ﷺ نے دشمن کے ساتھ بھی جنگ کے وہ اصول دیئے ہیں، جن کے دشمنانِ اسلام بھی معترف ہیں۔ لہٰذا یہ پروپیگنڈا کہ یہ دہشت گردی اسلام کی خاطر ہو رہی ہے یا اس کے مرتکبین کا کوئی تعلق اسلام سے بنتا ہے، نہایت بے معنی بات ہے۔ ایسے مجرموں کی اسلام سے کوئی نسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ تمام سلسلہ اسلام کے حقیقی اور روشن چہرے کو داغدار بنانے کی سازشی کوشش کا حصہ ہے۔ ایسے تمام عناصر خواہ وہ بظاہر کوئی مسلمان ہوں یا کافر، یکساں طور پر اسلام کے دشمن اور اسلام اور پاکستان دشمن قوتوں کے آلہ کار ہیں۔ یہی وہ عناصر ہیں جو اسلام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر شروع مہم بازی کا ساماں مہیا کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ یہ لوگ پاکستان اور اسلام کے دشمن ہیں۔

وقت کا تقاضا ہے کہ نہ صرف دہشت گردی کا مؤثر طور پر انسداد کیا جائے بلکہ حکومت اپنی تمام اندرونی اور بیرونی پالیسیوں پر نظر ثانی کر کے ان تمام محرکات اور اسباب کا قلع قمع کرے جو ملک میں اس بڑھتی ہوئی دہشت گردی کا سبب بن رہے ہیں۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ سیاسی قیادت اور فوج مل کر اس عفریت کو ختم کرنے کیلئے مؤثر اقدامات کا پورا تہیہ کر چکی ہے، تاہم مسائل اتنے گھمبیر اور متنوع ہیں کہ اگر صحیح سمت میں صحیح قدم نہیں اُٹھائے گئے تو خدانخواستہ حالات کا مزید دگرگوں ہو جانا خارج از امکان نہیں ہے۔

کراچی کے متعلق یہ بات اب راز نہیں رہی کہ

وہاں یہ طویل دہشت گردی بعض سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کی شہہ پر ہو رہی ہے۔ یہ ازحد ضروری ہے کہ جس طرح ''طالبان'' کے خلاف ضروری اقدامات ہو رہے ہیں۔ اسی طرح سخت ترین اقدامات دیگر دہشت گردوں کے خلاف بھی کیے جائیں۔ آرمی پبلک سکول کے سانحہ پر مشکوک بیانات کے سلسلے میں کارروائی کرنے کے لئے بجا طور پر لوگوں نے ایسے بیان بازوں کے خلاف نفرت کا اظہار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے پر زور دیا۔ لیکن اس بات کا بھی اسی دوران چرچا رہا کہ ایک خود ساختہ جلاوطن لیڈر نے کسی مخصوص مسجد کو منہدم کرنے کی بات کی تھی۔ اگر تو یہ سچ ہے تو پھر ایسے آدمی کے خلاف بھی دہشت گردی کے جرم میں کارروائی ضروری ہو جاتی ہے، جو ایک مسلمان ملک کے اندر خانہ خدا کو گرانے کی بات کر رہا ہو۔

بدقسمتی سے ہماری سیاسی قیادت ہر محاذ پر اگر ناکام نہیں ہو رہی تو کم از کم کوئی مؤثر کارکردگی بھی نہیں دکھا پا رہی ہے۔ اپنی نالائقی چھپانے کے لئے وہ ہر مہم پر فوج کو سامنے لا کر خود اس کے پیچھے چھپ جاتی ہے۔ زلزلہ ہو یا سیلاب، پولیو ہو یا مردم شماری، الیکشن ہو یا دہشت گردی، امن ہو یا ایمرجنسی اقدام، اگر تو یہ تمام کام فوج کو کرنے ہیں تو پھر سیاسی قیادتیں کیا کرنے جا رہی ہیں۔ ثابت ہو چکا ہے کہ فوج کے بغیر ہمارے حکمران کسی کام کو بھی سلیقے سے کرنے کے اہل نہیں رہے۔ موجودہ حکومت ہی کو دیکھئے، اس پارلیمان نے آج تک کتنی قانون سازی کی ہے؟ اسمبلی ممبران صرف اور صرف اپنی مراعات بڑھانے اور سیاسی داؤ پیچ لگانے میں وقت گزار رہے ہیں۔

دوسری طرف ملک کے اندر سول سوسائٹی کے نام سے ایسے کردار موجود ہیں جن کا سیاسی فرنٹ اور میڈیا چینلز پر پورا قبضہ ہے۔ اگرچہ یہ نہایت قلیل اقلیت ہے تاہم وہ اپنے سیکولر اور بے خدا نظریات کی بدولت پورے الیکٹرانک میڈیا کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ یہ طبقہ مسلح افواج کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ ایک طرف ہمارے سیاستدان فوج کو ہر گند میں دھکیل دینے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف نام کی یہ ''سول سوسائٹی'' فوج پر سول اداروں میں مداخلت کا پروپیگنڈا کر رہی ہے۔ آپ ذرا وائس آف امریکہ کے ریڈیو چینلز پشتو کا ''ڈیوا ریڈیو'' اور اُردو پروگرام ''ان دی نیوز'' چند دن باقاعدگی سے سنیں تو آپ سمجھ جائیں گے کہ یہاں سے ایک منظم طریقہ سے نظریۂ پاکستان اور مسلح افواج کے خلاف ''مہمان شرکاء'' کے انٹرویوز اور سوال و جواب کے ذریعے باقاعدہ مہم چلائی جا رہی ہیں۔ یہاں سے علاقائیت، نسل پرستی، صوبائیت، فرقہ پرستی اور بعض قومیتوں کے حقوق کے نام پر پاکستان کی وحدت اور اس کے بنیادی نظریے کے خلاف پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ ان چینلز پر اکثر ایسے لوگوں کو بطور ''مہمان'' بلایا جاتا ہے جو نظریاتی طور پر پاکستان کے خلاف ہوں، الا ماشاء اللہ

پاکستان پر چند مخصوص خاندان گزشتہ 67 سالوں سے مسلط ہیں۔ جاگیرداری، terrorism، ظلم، استحصال، قومی سطح پر کرپشن، سرکاری املاک کی اپنے منظور نظر لوگوں کے ہاتھ اونے پونے داموں فروخت، اقربا پروری اور میرٹ کی پامالی جیسے رویوں نے اس ملک کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ شہروں کے کوچے کوچے میں میڈیکل اور انجینئرنگ کے پرائیویٹ ادارے کھلے ہیں، جہاں لاکھوں روپیہ پر تعلیم فروخت ہو رہی ہے۔ سرکاری سکولوں اور کالجوں میں تعلیم کا معیار روبہ زوال ہے۔ نصاب سے نظریۂ پاکستان، قرآن حکیم کی آیات اور سیرت مطہرہ پر مبنی تعلیمات کو کھرچا جا رہا ہے۔ تعلیمی اداروں کو سیکولر فکر و نظر کی فیکٹریوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

سوشل سروسز میں یہی حالت صحت کے شعبے کی ہے۔ سرکاری ہسپتالوں کی ناگفتہ بہ حالت اس وجہ سے بنی ہے کہ ڈاکٹروں کی اکثریت ذاتی کلینک اور ہسپتال چلا رہی ہے یا بے تابی سے ایسا کرنے کا سوچ رہی ہیں۔ ہسپتالوں میں دل لگا کر بیماروں کی خدمت کی بحیثیت مجموعی اس طبقۂ مسیحائی کو کوئی فکر نہیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں سے صرف مالدار طبقہ ہی علاج کروا سکتا ہے۔ عام اور متوسط طبقہ ان اداروں میں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر کوئی بہ حالت مجبوری وہاں کا رخ کر لے تو اسے وہاں لوٹا جاتا ہے۔ یہ کتنی تلخ حقیقت ہے کہ 67 سالوں میں بھی عوام کو تعلیم اور صحت جیسی بنیادی ضروریات مفت تو کجا مناسب قیمت پر بھی مہیا نہ ہو سکیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ایسا ہونے کی دور دور تک کوئی اُمید بھی نظر آتی ہے۔

اندرونی اور بیرونی معاملات سے متعلق ہماری پالیسیوں پر ہمیشہ بیرونی قوتیں اثر انداز چلی آ رہی ہیں، کیونکہ حکمرانوں کو انہی قوتوں اور اداروں سے امداد اور قرض کے نام پر پیسہ ملتا ہے جو بسا اوقات خرد برد ہو کر بیرونی بینکوں میں اُن کے ذاتی اکاؤنٹس میں جمع ہوتا جاتا ہے۔ عوام الناس تک ان قرضوں کا عشر عشیر بھی نہیں پہنچ پاتا۔ حکمرانوں کی عیاشیاں کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ حکمران اور سیاستدان اور ان کے اہل و عیال زکام کے علاج کے لئے بھی قومی خرچ پر لندن اور فرانس کے لئے محو پرواز ہو جاتے ہیں، جبکہ عوام کی حالت قابل رحم ہے۔ غریب کو ڈسپرین کی گولی بھی مفت میسر نہیں۔ یہاں ممبران قومی اسمبلی کی مراعات کے پیکج کا مختصر جائزہ لے کر کسی محقق نے جو اعداد و شمار اکٹھے کئے ہیں، ان کے مطابق ہمارے اسمبلی ممبران پر ایک ٹرم کے لئے جو اخراجات مراعات کی شکل میں اٹھتے ہیں، ان کا تخمینہ 85,440,000,000 (یعنی 85 ارب، 44 کروڑ) روپے ہے۔ یہ ہے عوامی نمائندوں کا بوجھ، جنہیں عوام خود اپنے ووٹوں سے منتخب کر کے اسمبلیوں میں بھیج دیتے ہیں، تاکہ وہاں جا کر قانون سازی کر کے عوام کی مشکلات کو کم کرنے کی راہ نکالیں، لیکن یہ جمہوریت ہے۔ یہاں بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے۔

ہم جمہوریت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ہماری جمہوریت کی بنیاد ہی ایسے الیکشن سسٹم پر ہے، جس میں فراڈ اور غلط نتائج حاصل کرنے کے لئے متعدد راستے موجود ہیں۔ 2013ء کے الیکشن کے خلاف حال ہی میں اختتام پذیر ہونے والے دھرنوں سے اس سسٹم کی خرابیاں خوب واضح ہو چکی ہیں۔ اس سسٹم میں وسیع تر ترامیم اور اصلاحات ناگزیر ہو چکی ہیں۔

ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کی صوابدید پر ترقیاتی کاموں کے نام پر ڈویلپمنٹ فنڈز کی دستیابی ایک سیاسی رشوت کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس طرح یہ پیشہ کمیشن اور آمدنی کا ذریعہ بن گیا ہے۔ کسی بھی دوسرے ملک میں یہ صورت حال نظر نہیں آتی کہ قانون بنانے والے ترقیاتی سکیموں کے نام پر زیادہ سے زیادہ فنڈز حاصل کرنے کی چکر میں لگے رہے ہوں اور اسی وجہ سے حکمران پارٹی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ اور جب کسی طرف سے خطرہ محسوس ہو تو ذاتی مفادات کو محفوظ بنانے کے لئے یہ کہہ کر اکٹھے ہو جائیں کہ ''جمہوریت خطرے میں ہے''۔ یہی وجہ ہے کہ صوبائی حکومتیں مقامی انتخابات کو حیلے بہانوں سے ٹالتی آ رہی ہیں، تاآنکہ اب وہ عدالت عالیہ کے حکم سے مجبور ہو کر اس کام کو بادل نخواستہ کرنے کے لئے راضی ہو رہی ہیں۔

اگر تو ان عوام پر رحم کرنا ہے تو ان ممبران سے یہ فنڈز قانون سازی کر کے واپس لئے جائیں۔ ترقیاتی کاموں کے لئے مؤثر مقامی حکومتوں کے قیام کے لئے

مزید کسی تاخیر کے بغیر اقدامات کئے جائیں۔ اگر یہ سیاستدان حقیقی طور پر عوام کی خدمت کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کو خود قانون سازی کر کے اس لوٹ مار سے دست بردار ہو جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ سیاستدانوں کی محکموں میں مداخلت، سیاسی بنیادوں پر سرکاری ملازمین کی تبدیلیوں اور میرٹ کو پامال کرنے کے عمل سے جو قومی تباہی ہو رہی ہے، اس کا نوٹس لینا بھی وقت کا تقاضا ہے۔ ہم ایسی حالت پر پہنچ چکے ہیں کہ ان چیزوں کو اب معیوب نہیں سمجھا جاتا۔

دہشت گردی کے خلاف مؤثر طور پر قومی یکجہتی جہاں ضروری امر ہے وہاں اس کے لئے یہ امر بھی بنیادی ضرورت ہے کہ خود قوم کے اندر جاری بے انصافیاں ختم کی جائیں، تاکہ عوام یہ محسوس کریں کہ وہ اس ملک کے شہری ہیں اور ان کے ساتھ انصاف کیا جا رہا ہے۔ اگر قومی اداروں میں اصلاحات سے آنکھیں چرائی جاتی رہیں اور عوام الناس کو اس طرح انصاف اور مواقع کی عدم فراہمی کا اذیت ناک عمل جاری رہا تو کوئی بھی کور کمیٹی، کوئی نیشنل اینٹی ٹیررازم اتھارٹی نہ مؤثر طور پر کام کر سکے گی اور نہ دہشت گردی ہی کا خاتمہ ہو سکے گا۔ یاد رہے کہ عسکری اقدامات اس وقت تک مؤثر اور دیرپا نہیں ہو سکتے جب تک عوام کو سستا انصاف، صحت، تعلیم اور بنیادی ضروریات میسر نہ ہوں۔ جب تک عوام کو انصاف مہیا کرنے، حقوق دینے اور انہیں جائز مقام دینے کے لئے اقدامات نہیں کئے جاتے، قومی انارکی اور انتشار غالب رہے گا اور قومی وحدت صرف زبانی جمع خرچ ہی ہوگی۔

نظام عدل میں جتنے بھی نقائص ہیں، ان کو دور کرنے کے لئے مؤثر حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ ججوں اور متعلقہ اداروں کا تحفظ اور سیکیورٹی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس سلسلہ میں فوری اقدامات کی ضرورت ہے۔ عدالتوں نے جن سینکڑوں لوگوں کو پھانسیاں سنائی ہیں، ان پر بیرونی دباؤ کی وجہ سے عمل نہیں ہو رہا تھا۔ تمام دہشت گردوں اور قتل کے مجرموں کو جن پر جرم ثابت ہو چکے ہیں سزا دینی چاہئے، تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔

اعداد وشمار کی رُو سے پرویز حکومت کے دور میں ہر پاکستانی 35 ہزار روپیہ مقروض تھا، جبکہ زرداری اور موجودہ دور حکومت میں یہ قرضہ بڑھ کر 85 ہزار روپیہ فی پاکستانی ہو چکا ہے۔ سارا پیسہ حکمرانوں کی عیاشیوں کی نذر ہو رہا ہے۔ اس عیاشی کو لگام دیئے بغیر یہ قوم خیر کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔

بجلی، گیس اور پٹرولیم مصنوعات کے نرخ روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایک طرف پٹرول کے نرخ میں کمی کا اعلان ہو رہا ہے تو دوسری طرف بجلی اور گیس کو بے تحاشا مہنگا کیا جا رہا ہے۔ عوام چلا رہے ہیں۔ پٹرول کے نرخ میں کمی کا کوئی فائدہ عوام الناس کو نہیں پہنچا۔ کرایوں میں کمی آئی اور نہ روزمرہ کی ضروریات کی قیمتوں میں ہی۔ اور اب IMF کا شکنجہ اس قوم پر مزید سخت کیا جا رہا ہے۔ ہمارے وزیر خزانہ صرف قرضہ لینے کے ماہر ہیں۔ ان میں اپنے وسائل میں رہ کر اس قوم کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کی کوئی صلاحیت دکھائی نہیں دیتی۔

ایک فیشن بن گیا ہے کہ ہر بُرائی مرحوم ضیاء الحق کے کھاتے میں ڈال کر خود کو بری الذمہ قرار دیا جائے۔ اگر انھوں نے فی الواقع کچھ ایسے اقدامات کئے تھے جن سے موجودہ قومی بگاڑ پیدا ہوا ہے تو اُن کے دور اقتدار کو ختم ہوئے تین عشرے ہونے والے ہیں۔ اُن کے بعد تین عشرے تک باریاں لینے والے کیا کر رہے تھے۔ اس دوران پرویز بھی ایک عرصے تک سر اقتدار رہے۔ یہ لوگ کیا کر رہے تھے؟ انھوں نے اس طویل عرصے میں ضیاء الحق مرحوم کے کھاتے میں ڈالی ''خرابیوں'' کے ازالے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ سیاسی و مذہبی /سیاسی پارٹیوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ یکسو ہو کر اس ملک کی بہتری کے لئے سوچیں اور حکومت وقت کی رہنمائی کریں۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا اور اسلام کو صحیح معنوں میں روبہ عمل لانے سے ہی یہ سنبھل سکتا ہے۔ مذہبی /سیاسی جماعتیں ابھی تک اس سمت کوئی پیش رفت نہ کر سکیں۔ ایک خلا ہے، جس سے دہشت گردوں کو موقع ملا ہے کہ وہ اسلام کا نام لے کر دہشت گردانہ کارروائیاں کر رہے ہیں اور اب یہ کوئی راز نہیں رہا کہ ان کے پیچھے بیرونی ہاتھ بھی کارفرما ہے۔ بدقسمتی سے اس مرض کا علاج ہر چیز میں ڈھونڈا جا رہا ہے، سوائے اس چیز کے جس میں اس عفریت کا اصل علاج موجود ہے۔ یہ ملک اور مرکزی دھارے میں شامل سیاسی پارٹیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جس چیز کو وہ اسلام سمجھتے ہیں، اُس کا نفاذ یقینی بنائیں۔ یہ اُن کی دینی و آئینی ذمہ داری ہے۔ اس حوالے سے ملک میں ادارے ہیں۔ ہر فیلڈ کے متعلق بیش بہا ریسرچ کا کام ہو چکا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل موجود ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ ہے۔ سپریم کورٹ موجود ہے۔ بہت سارے لکھاری، محقق اور دانشور موجود ہیں۔

اگر تو ہم اس دلدل سے نکلنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کیجئے، آگے بڑھیں، انہی سرکاری اداروں کے ذریعے اصل اسلام جس کو حکمران اور سیاسی زعماء اسلام سمجھتے ہیں نافذ کریں۔ ویسے تو ہمارے پاس آئینی سفارشات کی الماریاں بھری پڑی ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر مفید رہے گا۔ 1945ء میں اسلامی آئین کا خاکہ 6 ارکان کی کمیٹی نے تیار کیا۔ ان کے اسمائے گرامی تھے۔ 1۔ سید سلیمان ندوی 2۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی 3۔ ڈاکٹر ذاکر حسین 4۔ مولانا آزاد سبحانی 5۔ نواب احمد سعید چھتاری 6۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ ان کو بعد میں نواب اسماعیل خان اور چودھری خلیق الزمان نے 27 نکات کے نام سے شائع بھی کروایا۔ قائداعظم کی مقرر کردہ ایک اور کمیٹی نے جو مجلس دستور ساز پاکستان کے سیکرٹری جسٹس ایم بی احمد، پاکستان کے اٹارنی جنرل چودھری نسیم اور جسٹس اسماعیل پر مبنی تھی، سفارشات پیش کی تھیں۔ قائداعظم کی علالت اور انتقال کی وجہ سے ان سفارشات پر بھی پیش رفت نہ ہو سکی۔

اس ضمن میں سب سے اہم کام قرارداد مقاصد ہے، جسے دستور ساز اسمبلی نے منظور کیا کہ پاکستان کا آئین قرآن وسنت کے مطابق ہوگا۔ حکومت نے سفارشات تیار کرنے کے لئے علماء اور ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی، جس کا نام تھا Basic Principle Committee۔ اس کمیٹی کی تشکیل کے بعد پاکستان کے 31 جید علماء کی ایک کمیٹی مولانا سید سلیمان ندوی کی سربراہی میں بنی۔ اس کمیٹی میں تمام مسلمہ مکاتب فکر کی نمائندگی تھی۔ ان حضرات نے زیر تدوین آئین کے لئے 22 نکات پر مبنی جو سفارشات تیار کیں، وہ بھی متفقہ آ رہی ہیں۔ ان سفارشات میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل نواں نکتہ ہے'' کہ تمام مسلمہ فرقوں کے مقدمات کے فیصلے اپنی اپنی فقہ کے مطابق ہوا کریں گے۔'' 1954ء میں دستور میں ان نکات کو سمو دیا گیا۔ مگر 24 اکتوبر کو ایک سازش کے تحت گورنر غلام محمد نے اسمبلی تحلیل کر دی۔ اس کے بعد ایوبی مارشل لاء آئین کی معطلی اور پھر مارشل لا ایسے اقدامات ہیں، جن کی وجہ سے یہ قوم آج تک بے مقصدیت کے صحرائے تیہہ میں سراسیمہ ہے۔ اسے آج پھر اپنے اصل مقصد کی شاہراہ پر گامزن کرنے کے لئے ان ہی اداروں کے ذریعے قرآن وسنت کی روشنی میں اصل کام کی طرف فوری مراجعت وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ تاکہ اسلام کا نام لے کر دہشت گردی کرنے والے گروہ اور افراد اس بہانے سے اپنے مذموم مقاصد حاصل نہ کر سکیں، اور ان کا

یہ بہانہ ہی ختم ہو۔اس طرح قوم یکسوئی کے ساتھ دہشت گردی سے نمٹنے کے قابل ہو سکے گی۔

بدقسمتی سے پاکستان میں اسی خلا (عدم نظام عدل وقسط) نے دہشت گردوں کو یہ موقع مہیا کر رکھا ہے کہ وہ اسلام کے نام پر دہشت گردی اور قتل وغارت کر کے نہ صرف اسلام کو بدنام و برباد کریں بلکہ اس طرح پاکستان دشمن قوتوں کا ایجنڈا تکمیل تک پہنچانے کے لئے آلۂ کار کے طور پر استعمال ہوں۔ یہ آپ کی اسلامی، قومی، قانونی اور اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے کہ یہاں اللہ کا نظام عدل وقسط پر مبنی نظام نافذ کر کے تحریک آزادی کے وقت اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدے کو وفا کریں۔اس سے دہشت گردی اپنی موت آپ مر جائے گی۔31 علماء کا متفقہ فتویٰ کہ یہاں قرآن وسنت ہی کو ماخذ مان کر قانون سازی کی جائے گی، کو بروئے کار لانے کا وقت ہے۔سودی نظام کو مختلف حیلے بہانوں سے تحفظ دینے کی بجائے اس کے قلع قمع کے لئے اقدامات کریں اور متبادل ڈھونڈ کر اس ملک کو خدا اور رسول ﷺ سے جنگ کی حالت سے نکالنے کی فکر اور ارادہ تو کر لیں۔پاکستان یقیناً دہشت گرد ملک نہیں بن سکتا۔ یہاں دہشت گرد نہیں پنپ سکیں گے۔ ان کو ختم ہونا ہوگا۔ بشرطیکہ اس کے لئے صحیح راستہ اختیار کیا جائے۔صرف اور صرف قرآن وسنت سے ماخوذ نظام ہی اس ملک وقوم کو حیات نو بخش سکتا ہے۔

پاکستان کی ساخت وترکیب ہی ایسی ہے کہ یہاں ننگے سیکولرازم، مذہب دشمنی اور اسلام دشمنی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہو سکتی اور نہ یہاں دہشت گردوں ہی کو پناہ مل سکتی ہے۔ یہ ملک ایک خدائی نعرے کی بنیاد پر ایک عادلانہ و منصفانہ نظام کے قیام کے لئے لاکھوں جانوں کی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔لہٰذا تمام مسائل کا حل اگر ڈھونڈنا ہے تو اس نظام کو برپا کر کے ہی ڈھونڈا جا سکتا ہے کہ جا ایں جاست۔اور جیسے کہ عرض کیا جا چکا ہے یہاں کی پارلیمنٹ اسی نظام عدل وقسط کو اگر چاہے تو نافذ کر سکتی ہے۔یہی اس کا فریضہ ہے۔کسی بھی بیرونی دباؤ یا اندرونی سازشوں کو رد کرتے ہوئے اس نظام کی طرف قدم بڑھانا ہماری ناگزیر ضرورت ہے۔

رہی بات افغانستان کی سرزمین سے پاکستان میں دہشت گردی کی تو یہ ایک حقیقت ہے۔وقت آ گیا ہے کہ افغانستان سے کھلے الفاظ میں فضل اللہ اور دوسرے دہشت گردوں کی حوالگی کا پُرزور مطالبہ کیا جائے، جو قریبی صوبہ کنڑ سے دہشت گردانہ کارروائیاں کروا رہا ہے۔اگر ہم "ضربِ عضب" کے ذریعے افغانستان کے لئے حالات سنوارنے چلے ہیں تو افغانستان کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ بھی وہاں پر پناہ لی ہوئی ٹی ٹی پی کی قیادت کے خلاف کارروائی کرے۔تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔

فرقہ واریت کی عفریت پاکستان کی سالمیت کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔وقت کا تقاضا ہے کہ فرقہ واریت اور مذہبی منافرت پھیلانے والے عناصر کا سختی سے محاسبہ کیا جائے۔کوئی بھی آدمی مسجد اور عبادت گاہوں کو فرقہ واریت کے نعروں سے مکدر کرنے کی جرأت نہ کرے۔نیز جن جن سیاسی پارٹیوں کے تحت مسلح کارکنوں کے جتھے ہیں، ان کو قانون پاکستان کے تحت غیر مسلح کیا جائے اور جو اس راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔

الیکشن کو آمدنی کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔برملا rigging ہو رہی ہے۔لہٰذا دیگر اصلاحات کے علاوہ آئین کی دفعات 62، 63 کو صحیح معنوں میں امیدواروں پر لاگو کیا جائے۔حکومت، پارلیمنٹ، مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ اگر اپنے اپنے دائرہ میں رہ کر ایمانداری کے ساتھ ملک وقوم کے ساتھ وفاداری اور خیر خواہی سے کام کرنے کا تہیہ کر لیں تو بہت جلد پاکستان ایک خوشحال، پُرامن اور عظیم ملک بن کر ابھرے گا۔ان شاءاللہ یہاں نہ دہشت گرد رہیں گے اور نہ دہشت گردی۔

ہمارے شہید بچوں کا مقدس خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس ملک سے دہشت گردی کا نام ونشان مٹانے کے لئے ہمارے حکمران، سیاستدان، دانشور، زعماء، مذہبی رہنما، اہل علم، ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر اس ملک کو ایک نظریاتی ملک اور اپنا گھر سمجھ کر اس کی بہبود ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کرنے کا تہیہ کریں کہ بحیثیت مسلمان ہم اس ملک کو روشنی کا مینار اور ماڈل بنا کر اسے اسلام کے نظام عدل وقسط کے ایک نمونے کے طور پر دُنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔

تازہ شمارہ
جنوری تا مارچ 2015ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحکم قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی حکمت قرآن (لاہور)

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم ـــ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

مشمولات

- دعوت رجوع الی القرآن میں "مرکزی انجمن خدام القرآن" کا کردار وخدمات — ڈاکٹر حافظ محمد زبیر
- مفلس کون؟ — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
- اسلام اور مسلمانوں کو درپیش موجودہ چیلنجز؟ — جناب احمد جاوید
- اصلاحِ معاشرہ کی تعبیر — ڈاکٹر حافظ فدا حسین
- اسلامی سکولوں میں ہم بچوں کو کیا پڑھا رہے ہیں؟ — سید خالد جامعی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 200 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 042-35869501-3

پُرسکون زندگی

قاری احمد ہاشمی

انسانی زندگی کا عجیب المیہ یہ ہے کہ ہر انسان سکون کو پانا چاہتا ہے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے مگر اس کے باوجود جن لوگوں کو سکون حاصل ہوتا ہے وہ انگلیوں کے پوروں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اس تضاد کی وجہ یہ ہے کہ انسان نہ تو محض گوشت پوست کا بنا ہوا ہے اور نہ صرف حواس خمس (five senses of knowledge) کا مجموعہ ہی ہے، بلکہ انسان میں روح موجود ہے جو انسان کی شخصیت کا اصلی حصہ ہے۔ اس روح کے اپنے لوازمات' تقاضے اور ضروریات ہیں۔ جب تک اس کی تسکین کا سامان فراہم نہیں کیا جاتا انسان جو کچھ مرضی کرے، وہ حقیقی سکون اور اطمینان کی دولت سے محروم رہے گا۔ زندگی کا سارا حسن اپنی فطرت کے قرب وجوار میں بسر کرنے میں ہے۔ یعنی فطرت کے قوانین کو جاننا اور زندگی کو اُن سے ہم آہنگ کرنا ہے۔ یوں تو یہ قوانین بے شمار ہیں تاہم اس ضمن میں تین اصول ایسے ہیں جن کو سمجھ کر اپنے دل میں نقش کر لیا جائے اور ان کے سانچے میں زندگی کو ڈھال لیا جائے تو زندگی ہر قسم کے خوف وغم، فکر واندیشہ اور انتشار و پراگندگی سے نجات پا کر حقیقی سکون واطمینان سے مسرور ہو سکتی ہے۔ یہ اصول ہیں: اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق اور اس کی معرفت، لوگوں کے ساتھ خیر خواہی ومحبت، اور خیر وبھلائی اور فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا۔ اب میں تینوں اصولوں کی مختصر سی وضاحت پیش کرتا ہوں۔

اللہ کے ساتھ تعلق:

کائنات کی ہر چیز کا خالق اور مالک اللہ ہی ہے۔ اور ہر چیز اپنی بقاء اور ارتقاء کے لئے اللہ کی ہی محتاج ہے۔ تاہم انسان کا معاملہ بقیہ کائنات سے مختلف ہے۔ اس کا اللہ کے ساتھ ایسا خصوصی تعلق ہے جو کسی اور مخلوق کا نہیں ہے۔ اگر انسان اپنی بقاء، عروج اور ترقی چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے خالق ومالک سے رابطہ میں رہے۔ ورنہ پھر زوال ہی زوال ہے۔ اللہ سے تعلق میں رہنے کا ذریعہ اچھے اعمال وافعال اور خیالات ہیں۔ اچھی سوچ انسان کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتی ہے۔ یقین، ایمان اور توکل اللہ کو بہت پسند ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ شیطان ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ چنانچہ اگر انسان غافل ہو جائے تو شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کے ذہن میں منفی سوچیں، تخریبی اور غیر صحتمندانہ خیالات جنم لیتے ہیں۔ لہٰذا زندگی کو حقیقی مسرتوں اور راحتوں سے بھرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر لحہ خدا کی یاد میں بسر کریں اور کسی قسم کی منفی سوچ قریب بھی پھٹکنے نہ دیں۔

خلق خدا سے محبت:

محبت اس کائنات کی روح اور اس کا بنیادی قانون ہے۔ ساری کائنات کا کارخانہ محبت کے جذبہ سے ہی چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کے اندر فطری طور پر اس جذبہ کو رکھ دیا ہے۔ چونکہ ہمارا خالق ومالک اور رازق اللہ تبارک وتعالیٰ ہے، لہٰذا محبت کے جذبہ کی مستحق فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اس کی مخلوق سے بھی محبت کی جائے۔ انسان ایک بڑی غلطی یہ کرتا ہے کہ اللہ سے محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اللہ کی مخلوق سے نفرت کرتا ہے۔ لوگوں کے اس رویہ سے اُن کا دعویٰ محبت الٰہی غلط ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن اُلفت کا پیکر ہوتا ہے اور اس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے جو نہ تو دوسروں کو محبت دینا جانتا ہوں اور نہ لینا جانتا ہو۔''

اصول خیر:

پُرسکون زندگی پانے کے لئے جس تیسری چیز کو سمجھنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کائنات میں تکوینی طور پر جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اس میں ایک ہی اصول کارفرما ہے اور وہ ہے اصول خیر۔ جو حالت بھی انسان کو پیش آتی ہے اس میں اس کے لئے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ہوتا ہے۔ بے شک اسے پتہ نہ چل سکے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ حقیقتاً تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ حقیقتاً تمہارے لئے بُری ہو۔ اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' وجہ یہ ہے کہ ہماری نگاہیں بڑی محدود ہیں۔ وہ کسی بھی معاملہ کو صرف سطحی پہلو سے دیکھ سکتی ہیں اور اسی بنا پر ہم فیصلہ کرتے ہیں مگر اللہ ہر چیز کو اور اُس کے ہر پہلو کو انتہائی باریک بینی سے جانتا ہے۔ لہٰذا اسے علم ہے کہ بظاہر شر دکھائی دینے والے معاملے کی تہہ میں خیر کے کون کون سے پہلو چھپے ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے ملا ہے وہ بھی امتحان کی غرض سے ہے اور جو کچھ چھین گیا ہے اس میں بھی کوئی نہ کوئی حکمت اور مصلحت کارفرما ہے۔''

چنانچہ ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ پھر اگر وہ صبر کرتا ہے تو اسے اپنی بارگاہ کے لئے چن لیتا ہے اور اگر شکر کرتا ہے تو اپنے خاص مقربین میں شامل فرما لیتا ہے۔'' لہٰذا کسی بھی قسم کی صورتحال میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جب ہمیں زندگی کے اس راز کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے کہ یہاں تعلق فقط اللہ رب العزت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ نیز ہم یہ بھی جان لیتے ہیں کہ یہاں قانون محبت کی حکمرانی اور اُصولی خیر کی کارفرمائی ہے۔ جب ہم اپنی زندگی کو اس سانچے میں ڈھال لیتے ہیں تو پھر ہمارے دل ودماغ میں سکون واطمینان اور ٹھہراؤ آجاتا ہے۔ زندگی ہلکی پھلکی اور خوشگوار ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخرت کے سنورنے کے ساتھ ساتھ دنیوی زندگی بھی آنے والی جنت کا دیباچہ محسوس ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ (٦)﴾ (الانشقاق) ''اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف (پہنچنے میں) خوب کوشش کرتا ہے، سو اس سے جا ملے گا۔''

☆☆☆

12 ربیع الاوّل کو حلقہ لاہور شرقی کے تحت پروگراموں کا انعقاد

مقامی تنظیم گڑھی شاہو کے تحت ایڈن ماڈل سکول میں دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی گڑھی شاہو کے زیر اہتمام ایڈن ماڈل سکول میں ''عشق مصطفیؐ اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر پروگرام منعقد کیا گیا۔ پروگرام کے لیے قبل ازیں مقامی تنظیم کے رفقاء نے ہینڈ بل تقسیم کیے اور تنظیم کے علاقہ میں تین مقامات پر بینرز بھی آویزاں کیے گئے۔ دعوتی پروگرام کے مقرر جناب نثار شفیق تھے۔ انہوں نے طلبہ و اساتذہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مشن دینِ حق کا غلبہ تھا۔ اس کے لئے آپؐ نے جو عظیم الشان جدوجہد کی وہ اہل اسلام کے لئے حسین اسوہ ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ سچا عشق یہ ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے مشن میں آپؐ کے دست و بازو بنیں۔ انہوں نے حبِ رسول کے تقاضوں کو بھی جامع انداز میں واضح کیا۔ اس پروگرام میں 60 مرد اور 60 خواتین نے شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی تواضع کا اہتمام بھی کیا گیا۔

جامع مسجد نور قصور میں دعوتی پروگرام

گزشتہ دنوں مسجد نور میں سیرت النبی ﷺ پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام میں مقرر ناظم دعوت شکیل احمد تھے۔ پروگرام کا آغاز دن 12 بجے ہوا۔ مقرر نے ''اسوہ رسول ﷺ اور ہم'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی اخلاق اور عادات اور معاشرت جس طرح ہمارے لیے اسوہ ہے، اسی طرح آپؐ کی دینی جدوجہد بھی ہمارے لیے اسوہ ہے۔ انہوں نے سورۃ یوسف کی ایک آیت کے حوالے سے کہا کہ آپؐ کے امتیوں کا یہ کام ہے وہ آپؐ کی سنت دعوت کو پھر سے زندہ کریں اور جس طرح صحابہؓ اس کام میں نبی پاک ﷺ کے دست و بازو بنے، ایسے ہی ہم بھی آپ ﷺ کے عظیم مشن غلبۂ دین کے لئے کام کریں۔ انہوں نے اس ضمن میں بہت صحابہؓ کی قربانیوں بھی تذکرہ کیا اور لوگوں کو جھنجوڑتے ہوئے کہا کہ آج ہم اسوہ حسنہ سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ آخر میں انہوں نے شرکاء کو نصیحت کی کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں۔ اس پروگرام میں 200 افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء کی سبز چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی۔

مقامی تنظیم داروغہ والا میں سیرت النبیؐ پروگرام

مقامی تنظیم داروغہ والا کے تحت نقیب اسرہ نواز کھرل کے گھر میں ہر ہفتے مطالعہ سیرت پروگرام کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ یہ پروگرام ہر اتوار کو ہوتا ہے۔ اس اتوار کو ہونے والے پروگرام میں مقرر شکیل احمد نے واقعہ معراج کی تفصیلات بتائیں اور سیرت کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔ یہ پروگرام بعد نماز عصر سے شروع ہوا اور نماز عشاء تک جاری رہا۔ پروگرام میں 100 مرد اور 70 خواتین نے شرکت کی۔ بعد ازاں شرکاء کی سموسہ اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ پروگرام کے دوران نماز مغرب اور آخر میں نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی

گھوڑے شاہ لاہور میں سیرت النبیؐ پروگرام

گزشتہ دنوں مقامی تنظیم گڑھی شاہو کے نقیب و ناظم دعوت الیاس اسلم کے گھر میں بعد نماز عشاء مطالعہ سیرت پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت نے مطالعہ سیرت کرایا۔ اس پرگرام میں 25 افراد نے شرکت کی۔ رات ساڑھے دس بجے پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کے دوران شرکاء کی چائے اور سینڈوچ سے تواضع کی گئی۔

(رپورٹ: محمد عظیم)

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کا دعوتی کیمپ

دین کے ہمہ گیر تصور اور دینی فرائض سے آگاہی کی خاطر مقامی تنظیم نیو کراچی کے زیر اہتمام 25 دسمبر 2014ء کو بعد نماز مغرب سیکٹر 11F میں خطاب عام کا اہتمام کیا گیا، جس کا موضوع تھا ''کلمہ طیبہ کا مفہوم اور اس کے تقاضے'' اور مقرر اویس پاشا قرنی (معاون ناظم تربیت تنظیم اسلامی پاکستان اور ڈائریکٹر قرآن اکیڈمی یسٰین آباد) تھے۔ پروگرام کے ناظم جناب بلال محمود تھے۔ دعوتی کیمپ میں حلقہ کراچی شمالی کی 5 تنظیم کے رفقاء کی بڑی تعداد کا تعاون حاصل رہا، اور محلے کے لوگوں کی اچھی خاصی تعداد بھی شریک تھی۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز مقامی امیر حافظ اسامہ علی نے سورۃ ابراہیم آیت 24 تا 27 کی تلاوت و ترجمہ قرآن سے کیا۔ اس کے بعد اویس پاشا نے منتخب موضوع پر جامع خطاب کیا۔ انہوں نے سورۃ ابراہیم آیت 24 کے حوالے سے کہا کہ کلمہ طیبہ کی مثال اس درخت کی سی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان تک بلند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے نظام عدل وقسط کے قیام کی جدوجہد میں شامل ہو کر اپنے جان و مال سے جہاد کریں اور یہ ثابت کریں کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کے دین کی سرفرازی ہے۔ سامعین نے بڑی توجہ سے ان کی باتیں سنیں۔ اجتماع کا اختتام نماز عشاء کی اذان سے قبل دعا پر ہوا۔ اس پروگرام میں تقریباً 250 رفقاء و احباب شریک ہوئے۔ خطاب سے قبل رفقاء کی بڑی تعداد کے ذریعہ مذکورہ علاقے میں بھرپور انداز میں دعوتی ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: نور الہدیٰ)

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے تحت ذمہ داران کا تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی کے تحت تربیتی اجتماع برائے ذمہ داران شب بیداری کی صورت میں 13 دسمبر 2014 کو قرآن اکیڈمی یسٰین آباد میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں تقریباً 100 ذمہ داران نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز پونے دس بجے عثمان علی کی تذکیری گفتگو سے ہوا۔ انہوں نے سورہ آل عمران آیت 159 کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم مقصد کے لئے چنا ہے۔ ہمارے ماتحت رفقاء ہمارے طرز عمل سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہمیں اپنے عمدہ اخلاق سے انہیں دینی ذمہ داریوں پر عمل کرانا ہوگا۔ ہماری نرمی ہی انہیں جوڑے رکھنے کا باعث ہوگی۔ نیز ہمیں خود نظم کے تقاضوں پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہوگا۔ دوسرا موضوع تھا ذمہ داران کے مطلوبہ اوصاف۔ راقم نے اس حوالہ سے عرض کی کہ ایک ذمہ دار کو ہر اعتبار سے زیادہ قربانی دینی ہے۔ ہمارے رفقاء کی غیر فعالیت کا بہت بڑا سبب اکثر نقیب کا غیر ذمہ دارانہ طرز عمل ہوتا ہے۔ اگر نقیب اپنا کردار صحیح طور پر ادا کرے تو یہی رفقاء نقیب کے لئے صدقہ جاریہ بنیں گے۔ انفرادی و تنظیمی معاملات کے حوالہ سے بھی تفصیلی گفتگو کی گئی۔ اس پروگرام کے بعد تہجد کی فضیلت اور سونے کے آداب پر حافظ اسامہ علی نے بڑی عمدہ گفتگو کی۔ بعد ازاں آرام کا وقفہ کیا گیا۔ رات کے آخری پہر رفقاء کو نماز تہجد کے لئے بیدار کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد امیر حلقہ کراچی شمالی شجاع الدین شیخ نے ایک طویل حدیث بیان کی۔ انہوں نے تفصیل سے حدیث مبارکہ کی روشنی میں بتایا کہ مرنے کے بعد بندۂ مومن کے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا ہے۔ اس کی روح کو آسمانوں کی سیر کروائی جاتی ہے۔ پھر اللہ کے حضور پیش کیا جاتا ہے اور پھر واپس قبر میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ اس کو قبر میں بھی راحت و سکون ملتا ہے۔ اس کے برعکس ایک نافرمان کی موت کے بعد اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ تمام فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ قبر اس کے لئے

ایک بہت بڑے عذاب کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس بیان کے بعد ناشتہ کا اہتمام کیا گیا۔ ناشتہ کے بعد ایک مذاکرہ ہوا جس میں کچھ سوالات کے ذریعہ اسرہ کے مسائل پر گفتگو کی گئی۔ مذاکرہ کے لئے دس گروپ بنائے گئے۔ ہر تنظیم سے ایک یا دو ذمہ داران ہر گروپ میں شامل کئے گئے۔ مذاکرہ کرانے کی ذمہ داری مقامی امراء نے ادا کی۔ شرکاء نے اس مذاکرہ کو کافی مفید پایا۔ اس مذاکرہ کا حاصل تحریری طور پر مرتب کیا گیا، جو آئندہ مقامی تناظیم کو فراہم کیا جائے گا۔ مقامی ناظمین تربیت بھی اس مذاکرہ میں شریک رہے۔ آخر میں امیر حلقہ نے سوالات کے جوابات دیئے اور اختتامی گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: نوید مزمل ناظم تربیت حلقہ کراچی شمالی)

عارف والا میں ہفت روزہ بیان القرآن پروگرام کا انعقاد

10 تا 16 دسمبر 2014ء چلڈرن پارک نزد تحصیل کچہری عارفوالا میں 'ہفت روزہ بیان القرآن پروگرام' منعقد کیا گیا۔ جس میں مدرس کی ذمہ داری نثار احمد شفیق نے ادا کی۔ یہ پروگرام روزانہ بعد نماز عشاء ہوتا رہا۔ مقرر نے سورۃ توبہ اور سورۃ یونس پر دروس دیئے۔ علاوہ ازیں حالات حاضرہ کے حوالے سے بھی پُر مغز گفتگو کی۔ پروگرام میں روزانہ اوسطاً 40 مرد اور 15 خواتین شریک ہوتے رہے۔ شرکاء نے پروگرام کو بہت پسند کیا۔ اور آئندہ بھی تسلسل کے ساتھ ایسے پروگرام کے انعقاد کی خواہش کا اظہار کیا۔

پروگرام کے آخری روز احباب کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے رفقاء بالخصوص ملک لیاقت علی نے بہت محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اور اس راستے میں ہماری تمام مشکلات کو اپنی رحمت و فضل سے آسان فرمائے۔ (رپورٹ: عابد حسین)

مرکز تنظیم اسلامی کی پیش کش

امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ

یا دیگر مرکزی ذمہ داران تنظیم کا

مرکزی خطابِ جمعہ

جو بالعموم تذکیر بالقرآن، حالات حاضرہ پر تبصرے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر مشتمل ہوتا ہے

اب آپ ہر ہفتے اپنی جگہ پر سُن سکتے ہیں

آڈیو کیسٹ کے ساتھ ساتھ
آڈیو سی ڈی میں بھی دستیاب ہے

ممبر بنیں اور استفادہ کریں

سالانہ ممبر شپ فیس **1000** روپے

مرکز تنظیم اسلامی میں نقد، منی آرڈر یا پھر ڈرافٹ کے ذریعے رقم جمع کروائیں اور رسید حاصل کریں

نوٹ: یہی خطاب جمعہ بذریعہ **Internet** ہماری ویب سائٹ **www.tanzeem.org** سے براہ راست یا **Download** کر کے بھی سنا جا سکتا ہے۔

تنظیمِ اسلامی

67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور۔

مزید معلومات کیلئے درج ذیل نمبرز پر رابطہ کیا جا سکتا ہے

فون نمبرز: 36316638/36366638 فیکس: 36313131

Email:markaz@tanzeem.org

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں مقیم ریٹائرڈ سعودی عرب گورنمنٹ آفیسر، عمر تقریباً 60 سال، ذاتی کاروبار (اولاد شادی شدہ) کے لئے چالیس سال سے زائد بیوہ، مطلقہ دین دار خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-6848387

☆ رائیونڈ شہر میں مقیم ریٹائرڈ سکول ٹیچر، عمر تقریباً 60 سال، پہلی بیوی سے تین بچے، (دو بچیوں کی شادی ہو چکی ہے، بیٹا زیر تعلیم ہے)، آرائیں فیملی سے تعلق کے لئے بیوہ، مطلقہ، دیندار خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-4591002

☆ کراچی میں رہائش پذیر دینی مزاج کی حامل فیملی کو اپنی بیٹی عمر 38 سال، امور داری کی ماہر، خلع یافتہ، کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے ترجیحاً تنظیم اسلامی کے رفیق کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0345-3326027

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی 29 سالہ بیٹی (مطلقہ) تعلیم ایم ایس سی میتھ، عالمہ کورس کے دو سال مکمل کر چکی ہے، خوبصورت، خوب سیرت، شرعی پردے کی پابند، کے لئے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار شخص کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0322-2182329

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 33 سال، تعلیم ایم ایس سی (مطلقہ، 4 سالہ بچہ ہمراہ ہے) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ (رنڈوے یا دوسری شادی کے خواہشمند بھی رابطہ کر سکتے ہیں) برائے رابطہ: 0332-4178275

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ ملتزم رفیق تنظیم اسلامی لطیف آباد محسن علی کی والدہ انتقال کر گئیں۔

☆ مبتدی رفیق تنظیم اسلامی لطیف آباد سید مسرور علی کاظمی کے سسر وفات پا گئے۔

☆ ملتزم رفیق تنظیم اسلامی اسرہ ٹنڈو اللہ یار مہران خان کے دادا انتقال کر گئے۔

☆ مبتدی رفیق تنظیم اسلامی لطیف آباد زبیر احمد کے کزن روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال کر گئے۔

☆ مروٹ فورٹ عباس کے ملتزم رفیق تنظیم انجینئر غلام مصطفیٰ کی والدہ محترمہ، پھوپھی جان اور تایا جان وفات پا گئے ہیں۔

☆ حلقہ مالاکنڈ کی مقامی تنظیم دارووڑہ کے ملتزم رفیق شاہ سید کے سسر اور رفیق تنظیم ولی اللہ کے چچا وفات پا گئے۔

☆ مقامی تنظیم جھنگ کے ناظم دعوت و تربیت عبدالمجید کھوکھر کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔

☆ مقامی تنظیم فیصل آباد غربی کے نقیب اسرہ حکیم سعید مختار کے والد محترم انتقال کر گئے۔

☆ مقامی تنظیم فیصل آباد غربی کے رفیق ڈاکٹر راشد ریاض کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی پشاور غربی کے ملتزم رفیق پروفیسر ڈاکٹر سید صفدر حسین شاہ کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے۔

☆ مقامی تنظیم ہارون آباد شرقی کے اسرہ گودی کے نقیب محمد تنویر احمد کی خوش دامن صاحبہ وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Government fails to make any promised reforms so far

By Ansar Abbasi

The PML-N government has completed 1/3rd of its tenure i.e. almost 20 months but not even a single reform in any major area has been introduced and implemented as yet.

To date, the major achievement of Nawaz Sharif government has been the 21st Constitutional Amendment to pave the way for the *military courts*. However, no major step has been taken for institution building during all these 20 months.

Since June 2013, when the government came to power, statements were made and in certain cases committees were also constituted for the much-needed reforms in different sectors of the government but no reform in any sector under the federal government have been introduced so far.

In certain cases some constitutional institutions like the Federal Public Service Commission (FPSC) prepared reforms packages and sought their implementation by the government. In such cases too, the government took no decision and the recommended reforms remained shelved.

The kind of enthusiasm the government has shown for the setting up of Military Courts has been completely missing in improving the inefficient and incompetent civil bureaucracy, de-politicizing police, introducing independent accountability system, bringing in inexpensive and speedy justice system, promoting tax culture, addressing the flaws in the criminal justice system and introducing electoral reforms and others.

Only recently the prime minister directed almost all service delivery departments of the federal government to immediately implement the Citizen Feedback Monitoring Program (CFMP) for better service delivery, fight petty corruption, enhance citizens' trust and communicate state responsiveness. However, there is no progress seen even in this particular area.

There have been discussions in the government for the last many months to introduce Alternative Dispute Resolution (ADR) system for speedy settlement of disputes in order to complement the existing judicial system and help the judiciary to focus on non-compoundable and other serious offences. But practically nothing happened on ground as everything in these areas remains in proposal stage.

A few months back a Tax Reforms Commission was constituted to facilitate the general public about the taxation issues and to upgrade the current taxation system. In August 2014, the Nawaz Sharif government constituted a parliamentary committee on electoral reforms but without any concrete outcome as yet.

Likewise, no initiative has been taken to de-politicize the administrative machinery of the country and make it responsive to the masses' problem. There is also complete silence as yet on the overhauling of the Accountability Commission, the FIA and the provincial anti-corruption departments for the purpose of ensuring their effectiveness and neutrality. Devolution and empowerment of the local governments also continue to be a far cry.

Only recently, the minister for planning commission Ahsan Iqbal was reportedly assigned to look into the civil service reforms. Similarly the government gave cold shoulder to some major "advice" and "recommendations" of the Federal Public Service Commission to reform the recruitment system, improve the quality of human resource, professionalize the civil service and make FPSC more effective through empowerment and autonomy.

The FPSC had sought reforms in the promotion policy, improvement in the professional qualification for the CSS competitive exam, introduction of screening test for the CSS candidates, improved mechanism for the promotion exam of Section Officers, reforming the CSS competitive exam, etc. However, none of these got the approval of the government.

Courtesy: The News